علی حیدر کے کلام کا اردو ترجمہ

لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد

کُوک

ابیاتِ علی حیدر

•

اُردُو ترجمہ

شفقت تنویر مرزا

◎

لوک وِرثے کا قومی ادارہ ۰ اِسلام آباد،
پاکستان

MP—18—806

جون ۱۹۸۰ء

نگران: عکس مفتی —— ایڈیٹر: مظہر الاسلام

اردو ترجمہ: شفقت تنویر مرزا —— کتابت: ہاشم الاعظمی

سرورق: فاروق قیصر

مطبع:- انشا پریس لاہور

لوک ورثے کا قومی ادارہ، پوسٹ بکس نمبر ۱۳۷۱ اسلام آباد

—— شعبۂ مطبوعات ——

قیمت:- ۲۵ روپے

ترتیب

پہلی بات

پنجابی کے نامور شاعروں کے ساتھ مجموعی طور پر جو واردات ہوئی ہے وہی علی حیدر پہ گزری ہے بلکہ علی حیدر کے ساتھ ہاتھ کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اب تک علی حیدر کی زندگی کے بارے میں زیادہ تفصیلات اکٹھی نہیں ہو سکیں، ہر چند اس کا مرقد بھی مزار کی حیثیت رکھتا ہے مگر مزار سے وابستگان کے لئے صاحب مزار کا یہ پہلو شاید زیادہ اہم نہیں دوسری طرف اس کی شاعری کا معاملہ ہے۔ علی حیدر کے دوہے اگرچہ عوامی سطح پر پورے پنجاب میں سراہے گئے اور سراہے جا رہے ہیں مگر ایک تو اس کا مکمل مجموعہ تیار نہیں ہوا اور جو نامکمل مجموعے چھپے اُن میں ظاہراً بے شمار نقائص ہیں، ایک آدھ مجموعے میں جلال پور (ضلع جہلم) کے علی حیدر کے بیت بھی شامل کر دیئے گئے، تاہم سیف الملوک والے میاں محمدؒ نے جن قدیم اور ہم عصر شعرا کے بارے میں 'سیف الملوک' کے دیباچے میں لکھا ان میں علی حیدر

بھی شامل ہیں اور مقصود یہی علی حیدر ہیں، میاں محمد بخش نے لکھا ہے۔

حیدر دے سُن بیت، مریندا خیبر نفس شیطانی

پنجابی شاعروں کی اکثریت کی روایت کے مطابق علی حیدر بھی درویشوں اور صوفیوں کے قبیلہ کے فرد ہیں اور اُن کی شاعری خالق و مخلوق کے رشتے اور فراق اور وصال کے مراحل سے گزرتی ہے، عقیدہ پرستی کے مقابلے میں روشن انسانیت پسندی لیکن علی حیدر کا اسلوب اپنے بزرگوں اور ہم عصروں سے بہت ہی مختلف ہے، ان سے پہلے ابیات کے سلسلے میں سُلطان باہو کا پایہ بہت بلند ہے مگر علی حیدر نے اُن کی پیروی نہیں کی اور اپنی شاعری کو بیت یا دوہے اور کافی کا سنگھم بنا دیا ہے، موضوعات کے اعتبار سے بھی انھوں نے اپنے عہد کی صورتِ حال کے بارے میں ایک زیادہ پُر جوش قوم پرست کا رویہ اپنایا ہے، ان کے ہم عصر بُلھے شاہ اور وارث شاہ سیاسی اور سماجی حالت کے بارے میں اشعار کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں مگر ان کا موضوع محدود ہو جاتا ہے جبکہ علی حیدر نے نجابت کی طرح نادر شاہ کے حملے پر پوری وار (رزمیہ) تو نہیں لکھی لیکن مسلسل بارہ مصرعوں میں اور کہیں اشارتاً اس وقت کے برصغیر کی حالت پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور اس عہد کے حاکموں پر انتہائی تلخ تنقید کی ہے، حیدؔر کے ان مصرعوں سے جھلکنے والی قوم پرستی بعد میں بہت دیر تک پنجابی تو پنجابی دوسری زبانوں کے شعرا کو بھی نصیب نہیں ہوئی لیکن یہ تلخی ان کی دوسری شاعری میں اس انداز میں تخلیقی روپ اختیار نہیں کر سکی جو انداز بُلھے شاہ کو نصیب ہوا شائد اس کی ایک وجہ علی حیدر کا حیاتی سطح پر خود کو محدود کرنا ہے۔ جہاں تک ملکی صورتِ حال کے بارے میں

علی حیدر کے رویّے کا معاملہ ہے اسے دراصل ان کے اپنے عہد کی تلخیوں کا نچوڑ کہا جا سکتا۔ علی حیدر کی زندگی برصغیر کی تاریخ کے بدترین دور میں گزری علی حیدر ۱۱۰۱ھجری یا ۱۶۹۰ء میں چونترہ یا موضع قاضیاں ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے، ذات غالباً جاٹ تھی، تعلیم کہاں کہاں حاصل کی اِس کا علم نہیں، لیکن شاعری سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک عالم کے لئے درس و تدریس کے جن مرحلوں سے گزرنا پڑتا تھا علی حیدر ان مرحلوں سے گزرے اور کامیابی سے گزرے ان کی تعلیم میں باقاعدگی کا اندازہ بھی ان کی شاعری سے ہوتا ہے، اہلِ اللہ سے براہِ راست ان کے روابط کا ٹھوس ثبوت تو اُن کے کلام سے نہیں ملتا مگر بعض کتابوں میں ایسے حوالے موجود ہیں۔ صاحبزادہ یوسف طاہر کا "لعلاں دی پنڈ"، نامی کتاب میں "دو صوفی شاعر" کے عنوان کے تحت ایک مضمون شامل ہے جس میں انہوں نے منشی حکم چند کی "تواریخِ ضلع ملتان" سے ایک واقعہ نقل کیا ہے" ——— قاضی حیدر صاحب (علی حیدر) مسماۃ صفوراں (یا مائی سپوراں) کا شہرۂ کمالات سُن کر واسطے امتحان کے آئے۔ مائی صاحبہ ان کو ہمراہ اپنے دریائے راوی پر لے گئے اور آپ دریا میں چادر بچھا کر قاضی صاحب کو واسطے پڑھنے نماز کے بلایا، قاضی صاحب نے کہا "مجھ کو ایسی طاقت نہیں ہے"، مائی صاحبہ نے اُسی چادر پر نماز پڑھی اور پھر چادر جھاڑی تو گرد نکلی اور قاضی صاحب نے ان کے کمالات کا اقرار کیا اور کہا۔

"مائی سپوراں پورن بھانڈا حیدر ڈنگراں ڈھوراں جیہا"

صاحبزادہ یوسف طاہر کتاب "ادبیائے ملتان" کے حوالے سے یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ بُلھے شاہ اور علی حیدر کی ملاقات بھی ہوئی ہو گی، تحصیل کبیر والہ کے اسی

عہد کے بزرگ عبدالحکیم ہو گذرے ہیں، مائی سیوراں کے فرزند صالح محمدؐ صالح نے فارسی شعر میں "ملفوظاتِ عبدالحکیم" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی، صالح محمدؐ صالح کی اس کتاب میں علی حیدر کا حضرت عبدالحکیم کے ہاں جانا ثابت ہوتا ہے، علی حیدر کے گاؤں سے حضرت عبدالحکیم کے گاؤں کا فاصلہ صرف آٹھ میل کا ہے جبکہ مائی سیوراں اور صالح محمدؐ صالح کے گاؤں کا فاصلہ علی حیدر کے گاؤں سے صرف تین میل ہے. صالح محمد لکھتے ہیں۔

شنیدہ ز دل زندہ راست گو　　　که بودہ یکے روز فرخ نکو
چوں سلطان عبدالحکیم از نماز　　　شدہ فارغ دگشت شکرانہ ساز
دراں روز در مجلسِ آنجناب　　　در آمد یکے سوختہ دل کباب
عجب ہوشیاری بہ مستی مدام　　　بہ والا نسب بود شاہ بلھا نام

چوں رخصت شد آں مستِ ذوقِ شہود　　　بہ شاہِ عنایت ارادت نمود

کلامش زمستی چناں کرد جوش　　　که از عرش تا فرش شد در خروش
کلامِ مبارک ز توحیدِ ذات　　　دل مردہ را بخشد آبِ حیات

ان اشعار میں بُلھے شاہ، ان کے استاد شاہ عنایت اور بُلھے شاہ کے کلام کے بارے میں جس انداز میں اشارے دیئے گئے ہیں ان سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بُلھے شاہ حضرت عبدالحکیم کے ہاں حاضر ہوئے ہوں گے اور یہ بھی بعید نہیں کہ ان دو عظیم ہم عصروں بُلھے شاہ اور علی حیدر میں ملاقات ہوئی ہو مگر نہ تو بُلھے شاہ کے

کلام سے اور نہ ہی علی حیدر کے کلام سے اس ملاقات کی توثیق ہوتی ہے، شاید ان دنوں ایک دوسرے کا حوالہ دینے کی روایت نہ ہو، کیونکہ بعد میں تو سچل سرمست کے ہاں بُلھے شاہ اور سُلطان باہو کا حوالہ باقاعدہ ملتا ہے مگر سینئر بزرگ اور شاعر کی حیثیت سے ۔

مائی سپوراں، عبدالحکیم اور بُلھے شاہ کے اس تذکرے سے کم از کم یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علی حیدر صاحب حال بزرگوں کے ہاں حاضری دیا کرتے تھے ۔ اس اعتبار سے یہ روایت بھی درست ہو سکتی ہے کہ علی حیدر نے دہلی کے شاہ فخرالدین سے تعلیم حاصل کی تھی، علی حیدر کی شاعری میں دلّی کا ذکر کچھ اسی انداز میں ملتا ہے جیسے ان کا اس شہر سے کوئی نہ کوئی قلبی تعلق تھا، دوسری طرف لاہور کا ذکر بھی علی حیدر نے اسی انداز میں کیا ہے جیسے لاہور میں آئے اور رہے ہوں ۔

دلّی اور لاہور اس عہدِ انتشار کے دو بڑے بدقسمت شہر تھے جہاں مقامی طور پر اشرافیہ تنزل کی انتہا تک پہنچ چکی تھی اور بیرونی حملہ آوروں نے بار بار یلغار کر کے تخت کے زوال کے تمام سامان مکمل کر دیئے تھے، فکری اعتبار سے مسلم فکری ارتقا کے لئے بھی یہ زمانہ بڑا ہی صبر آزما تھا ۔ تصوف اور مذہب کے دو متحارب مکاتیبِ فکر جو مغلوں سے بھی پہلے اپنی اپنی راہ پر آگے بڑھ رہے تھے اس عہد میں خوفناک طریق سے ٹکرا گئے دارا شکوہ اور اورنگ زیب ان دو متحارب مکاتیبِ فکر کی نمائندگی کرتے تھے ان کی ٹکر نے فکری نظام کو بھی ٹکرے ٹکرے کر دیا اور دوسری طرف سماجی نظام میں انتشار اور پیداواری انجماد نے وہ خلا پیدا کر دیا جسے پُر کرنے کے لئے سمندر پار سے یورپی طاقتیں برصغیر میں پہنچ چکی تھیں ۔ علی حیدر نے اورنگ زیب اور دارا شکوہ کی ٹکر کی ایک علامت سرمد شہید کا ذکر نہیں کیا جبکہ بُلھے شاہ نے سرمد کو بے پناہ خراجِ پیش کر کے علی الاعلان

اپنی جانبداری کا مظاہرہ کیا' —— علی حیدر اور بلھے شاہ کے مزاج، فن اور طریق زندگی میں یہ اہم فرق ہے ہر چند دونوں فکری اعتبار سے ایک ہی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔

علی حیدر کی پیدائش ۱۶۹۰ء کی بتائی جاتی ہے، گویا اورنگ زیب کی وفات کے وقت علی حیدر کی عمر سترہ برس تھی جبکہ بلھے شاہ کی عمر اس وقت ستائیس برس تھی اورنگ زیب ۱۶۵۸ء میں بادشاہ بنا۔ علی حیدر نے سترہ برس کی عمر سے لے کر بچانوے برس کی عمر تک دلی کے تخت پر پندرہ حکمرانوں کو بیٹھتے، قتل ہوتے اور بیرونی حملہ آوروں کے ہاتھوں ذلیل ہوتے دیکھا ان میں سے تیرہ بادشاہ تو باون برس میں آئے اور چلے گئے صرف ایک برس ۱۷۰۷ء میں تین بادشاہ رخصت ہوئے اسی طرح ۱۷۱۹ء کے سال میں بھی تین بادشاہ آئے اور گئے۔ ۱۷۳۸ء سے لے کر ۱۷۶۸ء تک تیس برس کے عرصے میں بیرونی حملہ آوروں کے نو سے زائد حملے ہوئے ان میں پہلا حملہ نادر شاہ ایرانی کا تھا جبکہ آخری حملہ احمد شاہ ابدالی کا آٹھواں حملہ تھا، ان بیرونی حملوں کے ساتھ شمالی برصغیر میں سکھوں اور مرہٹوں کی شورش کے ساتھ ساتھ خود مسلمانوں کے اندر انتشار اور باہمی کشمکش عروج تک پہنچ چکی تھی، علی حیدر اس اندھیرے میں روشنی کے متلاشی نظر آتے ہیں اور ایک مصرعے میں 'نظام الملک' کو علامت کے طور پر استعمال کر کے یہ اشارہ دیتے ہیں کہ شاید یہ شخص زوال پذیر مغل حکومت کو بچالے اس طویل عہد میں نظام الملک مغلیہ حکومت کا واحد لنگر نظر آتا ہے یہ وہی نظام الملک ہے جس نے دلی میں نادر کے قتل عام کو رکوانے کے لئے روشن الدولہ کی مسجد میں نادر شاہ کے حضور فریاد کی تھی کہ

کسے نہ ماند کہ او را بتیغِ ناز کُشی
مگر کہ زندہ کُنی خلق را و باز کُشی

بُلھے شاہ کی شاعری میں ۔۔"منلاں زہر پیالے پیتے"۔۔ سے زیادہ اتسرافیہ کا کوئی حوالہ نہیں مگر علی حیدر کے ہاں بادشاہ اور نظام الملک کا ذکر اور جھنگ کے نظام کا تذکرہ علی حیدر کی افتادِ طبع کا مظہر ہے، بقا کی خواہش یا امید ۔۔۔ مگر پس منظر میں عہد پر وہی تبصرہ موجود ہے جو اس عہد میں تصوّف اور مذہب اور حکمرانی کے متحارب مکاتیب میں ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کرنے کی خواہش کے تحت اس عہد کے بہت بڑے صوفی اور عالم شاہ ولی اللہ (پ ۱۷۰۳ء) کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں۔

۔۔۔۔"ہمارے زمانے میں دو باتیں ایسی ہیں جن کا وجود اختلال تمدّن کا باعث ہے ایک تو یہ کہ بہت سے لوگوں نے دوسرے پیشوں کو چھوڑ کر اپنے آپ کو حکومت کے دامن سے وابستہ کر رکھا ہے اور ان کے معاش کا تمام تر بوجھ بیت المال پر پڑ رہا ہے بعض اُن میں سے سپاہی پیشہ ہیں بعض ان میں سے اپنے آپ کو اہلِ علم ہونے کی حیثیت سے اس کا مستحق سمجھتے ہیں کہ حکومت ان کے رزق کی کفیل ہے بعض ایسے ہیں جن کو انعام واکرام سے نوازنا اور ان کو بخشش اور صلہ دینا سلوک اور سلاطین کی عادت ہے مثلاً زاویہ نشین فقرا اور درباری شعرا۔ بعض ایسے بھی ہیں جن کو بھکاری کہنا مناسب ہے یہ لوگ کسی نہ کسی طرح بیت المال سے کچھ لے کر رہتے ہیں۔ الغرض وہ لوگ جن کے پیشِ نظر اپنا پیٹ بھرنا ہوتا ہے قطع نظر اس سے کہ حکومت اور سوسائٹی کی کوئی ضرورت اور مصلحت ان سے پوری ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو بیت المال پر ناجائز بوجھ ڈالنے ہی کا

باعث ہیں اور ایسے لوگوں سے جس قدر جلد ملک اور قوم کو نجات ہو اتنا ہی ملک و قوم کے لئے مفید ہے" —

شاہ ولی اللہ کے بیان کئے عوامل میں سے ایک متذکرہ بالا کی روشنی میں علی حیدر کے یہ مصرعے دیکھیں۔

ب بھی زہر جو کھا مرن کجھ شرم نہ ہندوستانیاں نوں
ایہناں بانکیاں ٹیڑھیاں ڈِنگیاں نوں ایہناں ترکیاں آکڑخانیاں نوں

"حجتہ اللہ البالغہ" میں شاہ ولی اللہ دوسری خرابی یہ بتاتے ہیں -

—"دوسری خرابی موجودہ تمدن کی یہ ہے کہ زمینداروں اور کاشتکاروں اہلِ صنعت و حرفت اور تجار پر حکومت نے بڑے بھاری ٹیکس لگا رکھے ہیں پھر طرّہ یہ کہ ان کے وصول کرنے میں ان کے ساتھ تشدد کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وفادار اور مطیع فرمان رعیت ان ٹیکسوں کے بوجھ کے تلے دبی چلی جا رہی ہے اور ان کی حالت زبون سے زبون تر ہوتی جاتی ہے جس نے حکومت کے اس ناجائز بوجھ اور عمّال کے تشدّد سے تنگ آ کر باغیانہ روّیہ اختیار کر رکھا ہے کیونکہ وہ اپنے میں یہ طاقت محسوس کرتا ہے کہ وہ حکومت کا کامیاب مقابلہ کر سکے گا، بہرکیف تمدّن کی بہتر صورت یہ ہے کہ رعیت پر بہت ہی خفیف ٹیکس لگائے جائیں اور ان کے حقوق کی حفاظت کا پورا پورا خیال رکھا جائے" —

شاہ ولی اللہ جس صورت حال کا ذکر کرتے ہیں اس میں رعیت کے یا حاکم کے مذہب و ملت کا ذکر نہیں کرتے صرف رعیت اور حاکم کی تخصیص کرتے ہیں مگر ان سے پہلے مخصوص مذہبی گروپ اور اس گروپ کے زیر اثر اورنگ زیب ایسے حکمران اتنا کچھ

کر چکے تھے کہ اب شاہ ولی اللہ کا تجزیہ بہت ہی تاخیر کی بات نظر آتا ہے۔ جہانگیر کے عہد میں ہی شیخ احمد سرہندی نہ صرف ان نتائج پر پہنچ چکے تھے بلکہ ان پر عمل درآمد کے لئے شدید دباؤ بھی ڈال رہے تھے اور اورنگ زیب تک آتے آتے ان کا منصوبہ مکمل ہو چکا تھا۔ شیخ احمد سرہندی (مجدّد الف ثانی) "مکتوباتِ امام ربانی" میں لکھتے ہیں —— "اسلام کی عزت کفر اور اہلِ کفر کی خواری اور ذلّت میں ہے جس نے کفار کو عزت دی اس نے اسلام کو ذلیل کیا ..... غیر مسلموں کو کتّوں کی طرح دور رکھیں .... غیر مسلموں کے ساتھ کسی قسم کی مروّت اور انسانی سلوک نہیں کرنا چاہیئے .... ان پر تشدّد اور غیر انسانی سلوک مذہبی عبادت کا درجہ رکھتا ہے ..... غیر مسلموں سے جزیہ لینے کا اصل مقصد ان کی ذلّت و خواری ہے اور یہ ذلّت و خواری اس حد تک ہے کہ جزیے کے خوف سے اچھے کپڑے نہیں پہن سکتے اور اپنا بناؤ سنگھار نہیں کر سکتے اور ان کے اموال لے لینے کے خوف سے ہمیشہ ڈرتے اور لرزتے رہتے ہیں" ——

شاہ ولی اللہ نے جن ٹیکسوں کا ذکر کیا ہے ان کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں تاہم علی حیدر کا ذہن بلکہ سارے پنجابی صوفی شاعروں کا ذہن بھی تمام تر مابعد الطبیعاتی آراء سے قطعِ نظر اس صورتِ حال کے باعث خاص نہج پر گامزن رہا:

م مذہب کیہہ پچھنا ایں تاضیا مینڈا ار الجھار کن ایمان دا ای
عشق امام، نماز محبت تے مُرلی حرف قرآن دا ای
دین مذہب نہیں ادا ایہناں عاشقاں دا تسبیح توڑ جھنجوگل پاؤندے نیں

شاہ ولی اللہ موجود حاکموں کو راہِ راست پر لانے کی اپنی سی کوشش کرتے ہیں مگر جب وہ اس میں مایوس ہو جاتے ہیں تو مشرق سے ابھرتے خطرے (ایسٹ انڈیا

کمپنی) کے پیشِ نظر مغرب سے چڑھی آندھی (احمد شاہ ابدالی) سے خیر کی توقع وابستہ کرتے ہیں اور احمد شاہ ابدالی کو برصغیر پر حملہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں ایک موہوم امید پر۔ علی حیدر نادر شاہ کی یلغار کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اصلاح کے لئے اپنوں کو ہی جھنجھوڑتے ہیں۔

بھیڑے بھر بھر دیون خزانے غارسیاں نوں ایرانیاں نوں
ہکے تاں کھاکٹاری مروجے سِکھو نہ مار ایرانیاں نوں

وارث شاہ احمد شاہ ابدالی کو "غیب سے آیا عذاب" سمجھ کر کہتا ہے ۔ "احمد شاہ ازغیب توں آپوسی آرتے رکھ جنڈیالے نوں جاسی آاو" ــــ لیکن علی حیدر احمد شاہ ابدالی کے بارے میں غیر معمولی طور پر خاموش نظر آتے ہیں حالانکہ جس شدت سے انہوں نے نادر شاہی یلغار کی مذمت کی ہے اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ احمد شاہ ابدالی کی بھی اسی شدت سے مخالفت کرتے مگر ایسا نہیں۔ یہ ایک عجیب وغریب سمجھوتے کی فضا بن جاتی ہے، کچھ ایسی کیفیت شاہ ولی اللہ کی بھی ہے اگرچہ وہ زیادہ فعال ہے ــــ بہرحال اسی نوع کے سمجھوتے فکری سطح پر علی حیدر نے کئے ہیں اور ان کی شاعری میں اس کا واضح اظہار ہے وہ منصور کے بارے میں تو کھُل کر بات کرتے ہیں مگر اپنے ہم عصر شعرا کی محبوب شخصیت سرمد کا ذکر کہیں نہیں کرتے۔

جے منصور انا الحق آکھیا ہا جانشین اوہا سردار دا ای

ملّا اور قاضی سے علی حیدر کا رویّہ تقریباً وہی ہے جو وحدت الوجود والے صوفیا کا چلا آرہا ہے۔

ر۔ رکھ مُلّاں کنز قافیئے نوں ایتھے مینئے تے کینئے دی حبا ناہیں
ایتھے عشق دا مسئلہ کھلدا اے پڑھ آیتاں نص سناناہیں

حیدرؔ مُلّاں نوں فکر نماز دا اے ایہناں عاشقاں طلب دیدار دا اے

عشق توں جیاں شرع دے قاضی کھارے نہیں انہیڑے دے
بھانویں کافر آکھ تے بھانویں مسلم پروَت ایہہ ہر ہر۔ توں ہیں توں ہیں

ن نہ شیخ مشائخ قاضی نہ ملاں بھی تینڈی دے سائیں۔ منگتی او

نادر شاہ ایرانی اور احمد شاہ ابدالی کے بارے میں علی حیدر کے روّیے کی جھلک صوفیوں کے دو متحارب مکاتیبِ فکر کے سلسلے میں ان کے روّیے میں بھی ملتی ہے۔ عالم، فاضل، ملا اور قاضی کے بارے میں جہاں وہ بعض جگہ کھُل کر بات کرتے ہیں وہاں وہ کسی غیر معمولی دباؤ کی کیفیت میں بڑا معذرت خواہانہ انداز بھی اختیار کر لیتے ہیں:

پر اہلِ علوم دی عزت رکھن واجب ہے سنسار اُتے
حیدر علماً وارث انبیا کون ہووے انکار اُتے

علی حیدر مذہب اور تصوّف کے دو متحارب فکری ارتقاؤں کے ٹکراؤ اور اس سے پیدا شدہ سماجی، سیاسی اور معاشی بے یقینی کے عہد میں سانس لیتے رہے ہیں۔ تصوّف کے سلسلے میں ان کے ہاں شاہ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی،

حضرت میراں حسین ابن منصور حلاج کا ذکر ملتا ہے، پھر بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور بابا چاولی مشائخ کا بالواسطہ ذکر ہے۔ چاولی مشائخ کے بارے میں اولاد علی گیلانی "اولیائے ملتان" میں لکھتے ہیں"۔ روضہ مبارک موضع چاولی مشائخ (تحصیل میلسی ضلع ملتان) میں محمود غزنوی نے تعمیر کرایا اور چند گاؤں جاگیر میں دیئے جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد میں روضہ کی مرمت کرائی، آپ کے مزار پر انوار پر بڑے بڑے صاحب کمال بزرگ یعنی حضرت بابا فرید گنج شکرؒ، حضرت شیر شاہ، سید جلال بخاری، حضرت بہاء الحق ذکریا ملتانی، حضرت لال شہباز قلندر حاضر ہو کر کسب فیض کرتے رہے"۔——

حضرت عبدالقادر جیلانی سے لے کر لال شہباز قلندر اور فرید گنج شکرؒ تک کا سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سلسلہ سمجھا جاتا ہے اس میں قلندریہ اور ملامتیہ والے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ علی حیدر کے ہاں ان کے حوالوں سے صرف ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ تصوف کی اس روایت سے منسلک رہے جو آزاد خیالی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، بادشاہ کے دربار اور واعظ کے منبر سے بیک وقت برگشتہ ہے، یہ مکتب فکر شیخ شرف الدین یحییٰ منیری، سید محمد جونپوری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ احمد سرہندی کے مکتب فکر کے بالکل برعکس تھا، پنجابی شاعری کی جو روائت شیخ فرید گنج شکر سے چل کر شاہ حسین، سلطان باہو، خواجہ فرد فقیر، مقبل ، چراغ اعوان، صدیق لالی، شاہ شرف بٹالوی، بلھے شاہ اور علی حیدر تک پہنچی وہ اسی اوّل الذکر مکتب فکر کی حامل ہے، کہیں شدت کے ساتھ اور کہیں معتدل انداز میں،

علی حیدر کو وراثت میں جو پنجابی شعری روائت ملی تھی اس کے ساتھ ساتھ پنجابی کی ہمسایہ زبانوں میں تقریباً یہی روایت رہی اور اس کے ہم عصروں کی اکثریت اسی سلسلہ

سے منسلک تھی، سندھی میں شاہ لطیف بھٹائی (۱۷۵۱ء - ۱۶۹۰ء) صاحب ڈینو فقیر (۱۷۹۶ - ۱۶۹۷ء) اور روحل فقیر (۱۷۹۷ء - ۱۶۹۶ء) پنجابی شاخ ہندکو میں سائیں غلام ہزاروی، سائیں شادا، اُردو میں ولی دکنی، مبارک آبرو سراج دکنی، میر سوز، میر درد، میر اثر، نثر میں کربل کتھا والے فضل علی فضلی، عجائب القصص والے شاہ عالم ثانی اور قرآن کا ترجمہ کرنے والے شاہ عبدالقادرؒ ——

اس مکتبِ فکر کی ترجمانی علامہ اقبالؒ کا ایک شعر کرتا ہے۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی ــــ نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

چنانچہ علی حیدر اس مسلک کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

حیدر وارے جائیے ایہناں عاشقاں دے جنہاں کفر وچوں کیتا رب صحی

ع عشق کینے ہوہ عشق دی تھیں کرسی ہو حیران کھلو رہی

ع عشق جنہاں دڑے خیال پیا مسجد چھوڑ، کتاباں ٹھپ گئے نی

ع: عشق ماہی دی بھبھٹی تپدی، تپدی تے بھاہ بھاہ کرے
عاشق سڑدے تے تڑتڑ کردے باہر عشق پیا واہ واہ کرے
سلمان بھٹیاری دا بھبھڑ جھوکے اتے سنگ مچھیانی دے دیاہ کرے
جنہاں اپنا آپ ماریا وے حیدر تیری جنت دی کیہہ پرواہ کرے

علی حیدر کا شاعرانہ طرزِ فکر اس ایک نکتے کے ارد گرد گھومتا ہے اور مرزا صاحباں ہیر رانجھا، یوسف زلیخا، سسی پنوں، لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد اور بندرابن کے موہن کے حوالے سے وہ عشق کی واردات کو شعر کا روپ دیتے چلے جاتے ہیں - علی حیدر فراق کی تمام صورتوں کو خود خالق ہی کی تخلیق کردہ قرار دیتے ہیں اور اسے خالق کا تماشہ قرار دیتے ہیں - یوں تو اس مکتبِ فکر کے تمام صوفی شعرائے کے ہاں رسول اکرمؐ سے بے پناہ وابستگی کا اظہار ملتا ہے اور بعض تو رسول اکرمؐ میں نہ جانے کیا کیا دیکھتے ہیں لیکن علی حیدر کسی حد سے تجاوز نہیں کرتے اور بار بار رسول اکرمؐ کا ذکر اس انداز میں کرتے ہیں گویا کسی الزام سے بچنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

یا ربّ محمدؐ الوسیلہ، حیدر وڈا وسیلڑا اے

رنگن چڑھی وے حیدر رسول دالی جنہاں رینا سی سوئی رپ گئے نی

من محمدؐ من وچ لبھیں حق تعالےٰ ذوالمنن

م - محمدؐ مست کیتا مینوں میم شراب دا مٹ تھیا

م - محمدؐ مولیٰ دے کولوں اساں کیہا ہول حساب دا ای

جیں دا صاحب ہووے مصاحب شاہ داتاں کیہا خوف حساب دا ای

الف احمد وچ میم دا گھونگھٹ چھپن چھوت دراز تھیا
وحدت دے دریا اندر علی حیدر میم جہاز تھیا

اساں وچ رسولاں دے رانجھن ڈٹھا اساں قسم عرش عظیم دی اے
اوہدے موڈھے مزمل دا کمبل آہا اتے ہتھ کھونڈی حامیم دی اے
علی حیدر رانجھن اج پچھاتا اوہ تے ظاہر صورت میم دی اے

ظاہر جیویں بہار گلاں توں، حق تیوں سنسار کنوں
یا وَت جیویں نبوّت حیدر اوس نبی مختارؐ کنوں

وحدت الوجود کا جو تصور علی حیدر کے ہاں ہے اس کی بھرپور نمائندگی یہ شعر کرتے ہیں۔

م۔ محمد کُن بنایا، کُن بنائی وحی او یار
اربع عناصر بُت بنا کے وچ اوہدے وڑ بہیں او یار
میں ہاں لوہا توں ہیں پارس نال اساڈے کھہیں او یار
علی حیدر ایہہ گنج وحدت والے لبس بھی ہوندے نہیں او یار

یہاں بُلھے شاہ اور علی حیدر میں ایک اہم قدرِ مشترک پیدا ہوتی ہے جسے اسلوب کی قدرِ مشترک کہا جاسکتا ہے، ورنہ علی حیدر کا اسلوب اور علی حیدر کی

"میں" بلھے شاہ کی "میں" اور اسلوب سے بڑی حد تک مختلف ہے، بُلھے شاہ، شاہ حسین، سلطان باہو، بابا فرید اپنے اظہار کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے یا یوں کہہ لیجئے کہ اپنی ذات کے شعری اظہار کے بارے میں متردّد نہیں ہیں، گویا وہ اپنی شاعرانہ حیثیت کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے جبکہ علی حیدر اپنے دوسرے ہم عصر وارث شاہ کی طرح اپنے فن کی اہمیت جتاتے ہیں۔

علی حیدر تینڈڑے شعر کنوں ایہہ چوترہ دلّی تے آگرہ ہے

الف ایہہ شاعری مینڈڑی دلبر بھاویں بھونکنا تے جھک مارنا اے
ایہہ مدح اساڈی تریل سمندر نوں تر ڈکنا تے جھک مارنا اے

د۔ دوہڑے آکھاں میں جگ والے رو رو جگ ہسادن نوں
متاں یار سُنے تے ہاسا کرے مینڈا روح تھیا کھنڈ کھاون نوں

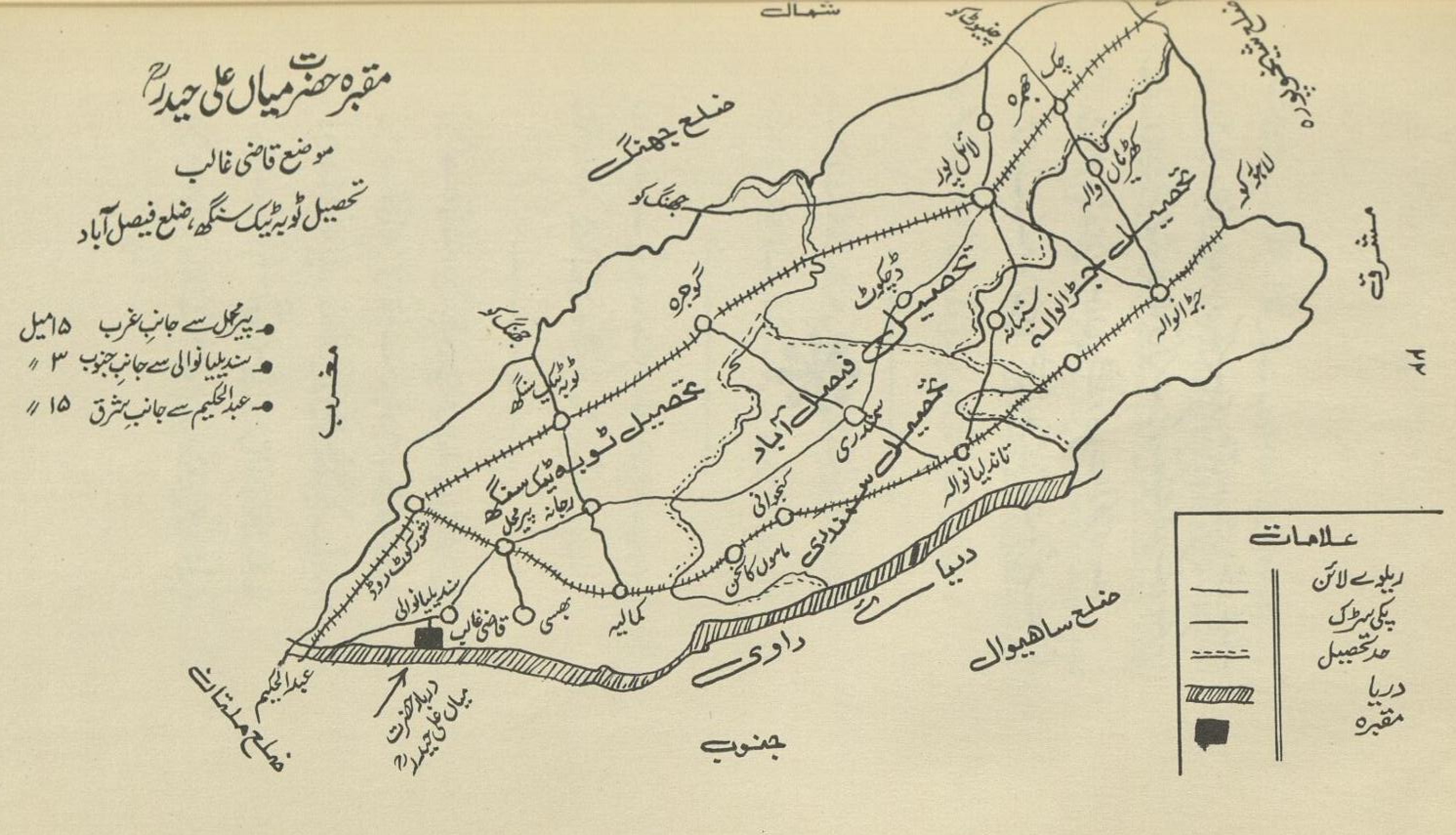
پنج سی حرفیاں آکھیاں حیدر پنجے گنج معانی دے نیں
جاہلاں نوں ایتھے بار نہیں ایہہ سر حقائق دانی دے نیں
ایہہ دوہڑے ویکھ کے بُھل نہیں ایہہ قاصد دلبر جانی دے نیں
ایہہ شارح قول انا الحق دے اتے معنی بھی اعظم شانی دے نیں
ایہہ نعتاں جو سبھ محمدؐ دایاں حمد خُدا سبحانی دے نیں

علی حیدر اٹھارہویں صدی کے سیاسی، سماجی، اور مذہبی انتشار بلکہ عذاب کے عہد میں اپنے شعر کے ذریعے انا الحق کی شرح کرتے رہے اور کہتے رہے کہ

ع - علم دا پڑھنا نیک بھوؤں پر عشقے دی بات انوکھڑی اے

علی حیدر کے عہد میں یہی "عشق کی انوکھی" بات ہر شعبہ سے عنقا ہوگئی تھی۔

✻


مقبرہ حضرت میاں علی حیدرؒ
موضع قاضی غالب
تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ، ضلع فیصل آباد
پیر محل سے جانب غرب ۱۵ میل
سندیلیانوالی سے جانب جنوب ۳ "
عبدالحکیم سے جانب شرق ۱۵ "
شمال
جنوب
مغرب
مشرق
ضلع جھنگ
ضلع ساہیوال
ضلع ملتان
دریائے راوی
تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ
تحصیل فیصل آباد
تحصیل جڑانوالہ
تحصیل سمندری
ٹوبہ ٹیک سنگھ
گوجرہ
لائل پور
جھنگ کو
ڈجکوٹ
سمندری
تاندلیانوالہ
جڑانوالہ
کھڑیانوالہ
لاہور کو
چک جھمرہ
رجانہ
پیر محل
کمالیہ
ماموں کانجن
کنجوانی
بھسی
قاضی غالب
سندیلیانوالی
عبدالحکیم
مزار حضرت میاں علی حیدرؒ
علامات
ریلوے لائن
پکی سڑک
حد تحصیل
دریا
مقبرہ

کچھ متن اور ترجمہ کے بارے میں

علی حیدرؒ اپنے عہد کے نامور شاعر اور صوفی تھے، تین دوسرے بڑے پنجابی شاعروں بلھے شاہ، سچل سرمست اور وارث شاہ کے ہم عصر، صوفیا میں بھی ان کو بلاشبہ ممتاز مقام حاصل رہا، علامہ اقبال کا پنجابی کے معروف رسالہ "سارنگ" میں ان کی زندگی میں جو انٹرویو چھپا۔ اس میں بھی علامہ نے علی حیدرؒ کا ذکر کیا اور حضرت علامہ ہی کے ہم عصر گولڑہ شریف کے پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے اپنی ایک اردو غزل میں ان کا ذکر یوں کیا۔

ے دلا کس کی لگن میں پھرتا ہے وحشی تو بن بن میں
پٹن میں منٹگمری میں، علی حیدرؒ کے موطن میں

"ابیات علی حیدرؒ" کے ایک مترجم غلام رسول حسرت نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مہر علی شاہ علی حیدرؒ کے مزار پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ان حقائق کے باوجود حیرت ہوتی ہے کہ علی حیدرؒ کے پنجابی اور فارسی کلام کی طرف اس سطح پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ سنت سنگھ

اور گلاب سنگھ نے ستر اسی سال پیشتر ان کی چھ "سی حرفیاں" چھاپیں۔ جو، املا کتابت اور طباعت کے لحاظ سے ناقص تھیں "اللہ والا کی قومی دکان" کے ملک فضل الدین نے بعد میں حضرت علی حیدر کے گاؤں کا سفر اختیار کیا۔ سجادہ نشیں غلام میراں سے ان کا پنجابی اور فارسی کلام حاصل کیا اور ۱۳۲۵ھ یعنی پورے پچھتر سال پیشتر "مکمل مجموعہ ابیات علی حیدر" کے نام سے چھپوایا۔ ملک فضل الدین کے پنجابی زبان پر بہت احسان ہیں۔ جن میں سے ایک احسان ابیات علی حیدر بھی ہے (علی حیدر کے فارسی کلام کا کچھ پتہ نہیں چلتا) ملک فضل الدین نے اس عہد کے پنجابی کے نامور شاعر میاں ہدایت اللہ سے ابیات کے متن کی صحت کے سلسلے میں مدد حاصل کی، میاں ہدایت اللہ نے پنجابی میں اس پر تقریظ بھی لکھی۔ جس کے تین شعر ہیں۔

علی حیدر ساکن موضع قاضیاں دا ضلع اوس دا خاص ملتان سائیں
عاشق رب رسولؐ دا جاپدا اے مرد گزریا اہلِ عرفان سائیں
ہویا حکم ظن المومنین خیرا کرن نیک نہ بُرا گمان سائیں
فضل الدین قومی ہے لاہور اندر تاجر کتب سعید جوان سائیں
علی حیدر دے شعر سب جمع کریئے آیا اوس نوں ایہہ دھیان سائیں
سفر جھاک پہونتا موضع قاضیاں اوہ، بھلے اس نے کل مکان سائیں

اس کے بعد مرحوم ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے پنجابی ادبی اکیڈمی کے لئے ۱۹۶۳ء میں علی حیدر کی ابیات ترتیب دے کر شائع کیں مگر فضل الدین کے متن کو ہی بنیاد بنایا۔ یہ بھی کہا کہ علی حیدر کے بے شمار مشہور دوہڑے اس کتاب میں شامل نہیں۔ اس لئے یہ نسخہ (ڈاکٹر فقیر کا مرتب کردہ) بھی نامکمل ہے۔

اس نامکمل نسخے میں بھی متعدد خرابیاں موجود ہیں۔ بعض فنی سقم بھی ہیں بہرحال

پنجابی کے دو بڑے شاعروں میاں ہدایت اللہ اور ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے جس متن کے چھپنے کی اجازت دے دی مجھے اپنے ترجمے کی بنیاد اسی پر رکھنا پڑی، گویا بعض سقم میں نے ورثے میں لئے اور انہیں قبول کر لیا۔

ملک فضل الدین کے ۱۳۲۵ھ اور ڈاکٹر فقیر کے ۱۹۶۳ء والے متن میں ترتیب کے لحاظ سے کوئی خاص فرق نہیں۔ ملک فضل الدین نے پہلے چھ سی حرفیاں اور بعد میں اشعارِ متفرقات چھاپے ہیں آخر میں قصہ "ہیر ورانجھا" ڈاکٹر فقیر نے متفرق اشعار یا ابیات پہلے پھر سی حرفیاں اور آخر میں "ہیر ورانجھا"۔ متفرق اشعار چونکہ سی حرفی کے انداز میں ہیں (حروفِ تہجی کے تحت ہر حرف کی پٹی میں پورے اشعار) اس لئے میں نے نعت اور نظمیں الگ کر لی ہیں اور باقی متفرق اشعار اور سی حرفیوں میں حروفِ تہجی کے مطابق انتخاب کر کے ترجمہ کیا ہے۔ یعنی الف کی پٹی میں متفرق اشعار سے اور سی حرفیوں کی الف کی پٹی سے بھی اشعار کا انتخاب شامل ہے اور اسے "الف" کے عنوان کے تحت اکٹھا کر دیا ہے۔

علی حیدر کے ہاں نظم، دوہڑا اور کافی تینوں اصناف واضح صورت میں ملتی ہیں مگر چونکہ انہیں یہ عنوان نہیں دیا گیا۔ نہ ہی اس بنیاد پر کلام کو تقسیم کیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے بھی ایسی تقسیم سے گریز کیا ہے۔

ترجمہ کرتے وقت اصل کے قریب تر رہنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ترجمہ اصل کو پڑھنے میں مدد دے۔ نہ یہ کہ اصل کو نظر انداز کر دیا جائے۔ وزن، بحر اور اردو لفظوں کا تلفظ بھی اصل کے قریب تر ہے۔ قافیہ بھی تقریباً وہی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ لفظ جو کبھی اردو زبان کے شعری اور نثری سرمایہ کا اہم حصہ تھے مگر بعد میں دلی اور لکھنؤ میں متروک سمجھے گئے، استعمال کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں جمیل جالبی کی مرتب کردہ

"قدیم اردو لغت" سے مجھے بڑی مدد ملی۔ ہاں سی حرفی کی طرح ہر قطعہ، بند، دوہڑے یا بیت کے پہلے حرف کی ترجمہ میں پابندی نہیں کی گئی۔ کہیں کہیں ضرورت شعری کے تحت انہیں اردو مصرعے کا حصہ بنالیا گیا ہے۔ جس طرح علی حیدر کے دوہڑہ (چھوٹا یا بڑا) کا ہر مصرعہ قافیہ کا پابند ہے۔ اسی طور ترجمے میں بھی پابندی رکھی گئی ہے۔ علی حیدر پنجابی کے غالباً پہلے شاعر ہیں جنہوں نے لفظ کے استعمال میں کمال صنعت کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ معاملہ زبان کا ہے اور اسے کسی دوسری زبان میں ڈھالنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ اس عالمی عجز کا مجھے اعتراف ہے۔

کتابیات

۱	مکمل مجموعہ ابیات علی حیدر	مرتب ملک فضل الدین
۲	مجموعہ سی حرفیاں ہیر	منشی گلاب سنگھ
۳	ابیات علی حیدر	ڈاکٹر فقیر محمد فقیر
۴	لعل ہیرے	غلام رسول حسرت
۵	مہکدے پھل	ڈاکٹر فقیر محمد فقیر
۶	سرائیکی شاعری	کیفی جام پوری
۷	تصوف تے پنجابی دے صوفی شاعر	پروفیسر سرفراز حسین قاضی
۸	وحدت الوجود تے پنجابی شاعری	سید علی عباس جلالپوری
۹	کلاسیکی ادب	ڈاکٹر غفران سید
۱۰	لعلاں دی پنڈ	مرتب اقبال صلاح الدین
۱۱	پنجابی ادب دی کہانی	عبدالغفور قریشی

۱۲	سرائیکی لوک گیت	ڈاکٹر مہر عبدالحق
۱۳	پنجابی دے صوفی شاعر	ڈاکٹر لاجونتی رام کرشن
۱۴	تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند	مرتب: فیاض محمود
۱۵	برِصغیر میں مسلم فکر کا ارتقار	قاضی جاوید
۱۶	پنجابی شاعراں دا تذکرہ	مولا بخش کُشتہ
۱۷	تاریخِ پنجاب	اقبال صلاح الدین
۱۸	دورِ مغلیہ	صلاح الدین ناسک
۱۹	نادر دی وار	نجابت
۲۰	اُردو کے خوابیدہ الفاظ	مرکزی اردو بورڈ
۲۱	قدیم اُردو کی لُغت	ڈاکٹر جمیل جالبی
۲۲	سندھی اردو ڈکشنری	ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان
۲۳	مہر علی شاہؒ	کرم حیدری
۲۴	پنج رنگ	شفیع عقیل

کُوڑا گھوڑا، کُوڑا جوڑا، کُوڑا شاہ اسوار
کُوڑے باشے، کُوڑے شکرے، کوڑے میر شکار
کُوڑے ہاتھی، کُوڑے لشکر، کوڑے فوج کٹار
کُوڑے سُوہے، کُوڑے سالو، کُوڑے سوہنے یار
کُوڑے چُوڑے، کوڑے بیڑے، کوڑے ہار شنگھار
کوڑے کوٹھے، کوڑے ممٹ کوڑے ایہہ سنسار
حیدر آکھے سب کجھ کُوڑا، سچا ہک کرتار
دوا نبی محمدؐ سچّا، سچے اُس کے یار

جھوٹا گھوڑا، جھوٹا جوڑا، جھوٹا شاہ اسوار
جھوٹے باشے، جھوٹے شکرے، جھوٹے میر شکار
جھوٹے ہاتھی، جھوٹے لشکر، جھوٹی فوج کٹار
جھوٹے سوہے، جھوٹے ساوے، جھوٹے سوہنے یار
جھوٹے چوڑے، جھوٹے بیڑے، جھوٹا ہار شنگھار
جھوٹے کوٹھے، جھوٹے ممٹ، جھوٹا یہ سنسار
حیدر کہے یہ سب کچھ جھوٹا، سچا اک کرتار
دوجا نبی محمدؐ سچا، سچے اس کے یار

نعت

اللہ دے دربار میں گُوکاں لا رسُول خدا دے
سبھ سلام صلواتاں تینڈے بھا رسُول خدا دے
کیوں کر آکھے گولی آ وَلا رسُول خدا دے
دفتر سبھ گناہواں دے دُھلا رسُول خدا دے
مال اساڈا چوراں توں ولا رسُول خدا دے
حیدرؔ دے سر پگڑی آ ولا رسُول خدا دے

کتھے دیندا چور مُہار ولا رسُول خدا دے
کیوں کر آکھے کو بجا، آ ولا رسُولِ خدا دے
دے دیدار سہارا آ وکھا رسُولِ خدا دے
بن پانی مچھی مردی آب پوا رسُولِ خدا دے

نعت

اللہ کے دربار پکاروں لا رسول خدا کے
تجھے ہی سب صلوٰۃ سلام روا رسول خدا کے
بندی کیسے کہے کہ ملنے آ رسول خدا کے
پاپ کے سارے دفتر دے دُھلا رسول خدا کے
مال ہمارا چوروں سے دلوا رسول خدا کے
دستار حیدر کے سر بندھوا رسول خدا کے

چور کہاں دے مال کو واپس لا رسول خدا کے
کم رو کیسے کہے کہ مُکھ دِکھلا رسول خدا کے
دے دیدار سہارا بن کر آ رسول خدا کے
ماہی ہوں بے آب کہ آب پلا رسول خدا کے

شوق تینڈے دا ویلا گیا وہا رسول خدا دے
سوہنا مکھ مبارک آ دکھا رسول خدا دے
ٹُک انگوری چلی مینہ وسا رسول خدا دے
ناؤں خدادے کوہجی اُتے آ وسا رسول خدا دے
نوشہ رُٹھا ورہیاں دا آمنا رسول خدا دے
ڈُھدی ویندی بیڑی بنے لا رسول خدا دے
اللہ مولا اگے کر دُعا رسول خدا دے
رافضیاں نوں مارے آپ خُدا رسول خدا دے
فارسیاں دی آتش بھڑ وسما رسول خدا دے
رافضی ہوئے غالب توں ہٹا رسول خدا دے
نوبت مُتے دینے دی وجا رسول خدا دے
رافضیاں دے سر تے تیغ وگا رسول خدا دے
اللہ مولا کولوں نصیر دوا رسول خدا دے
لشکر لگیاں تیغاں خیر کرا رسول خدا دے
چھپر دے سر کپڑ توں وسا رسول خدا دے
جھیڑیوں جھگڑیوں خوشی وکھا رسول خدا دے
نازک ویلا وو ول مکے آ رسول خدا دے

گزر نہ جائے تیرا شوق سما رسول خدا کے
سوہنا مکھ مبارک آ دکھلا رسول خدا کے
پیاس مٹے دھرتی کی مینہ برسا رسول خدا کے
رحمت کا مینہ نام خدا برسا رسول خدا کے
برسوں سے روٹھے نوشہ کو منا رسولِ خدا کے
بھنور میں کشتی، ساحل پرلے آ رسول خدا کے
اللہ بچالے تو جو کرے دُعا رسول خدا کے
رافضیوں کو مارے آپ خدا رسول خدا کے
آتش کدۂ فارس آپ بُجھا رسول خدا کے
رافضیوں سے ہمیں نجات دلا رسول خدا کے
سوئے دین کی نوبت پھر بجا رسول خدا کے
رافضیوں کے سر پہ تیغ چلا رسول خدا کے
اللہ مولا سے تو خیر دلا رسول خدا کے
تیغیں چمکیں ان سے ہمیں بچا رسول خدا کے
ان کی جانب اِک سیلاب بلا رسول خدا کے
ان جھگڑوں جوکھوں سے ہمیں بچا رسول خدا کے
نازک وقت ہے پھر گلے کو آ رسول خدا کے

ہوا سوار تے گھوڑا وچ وگا رسول خدا دے
وجیا مارو، پلو نوں توں پھرا رسول خدا دے
بھڑکی آتش اُتے پانی پا رسول خدا دے
پربت کیونکہ والے آولا رسول خدا دے
ذمہ حیدر عاجز دا توں چا رسول خدا دے

گھوڑا اس میدان میں اب دوڑا رسول خدا کے
طبل بجا ہے، تو پرچم لہرا رسول خدا کے
بھڑکی آگ پہ پانی بن کر آ رسول خدا کے
کوہ سوال کے کیسے ہٹیں، ہٹا رسول خدا کے
حیدر عاجز کو تو ہی بخشا رسول خدا کے

گنج معانی دے

پنج سی حرفیاں آکھیاں حیدر پنجے گنج معانی دے نیں
وانگ حروفِ مقطع دے ایہہ راز رموز نہانی دے نیں
جاہلاں نوں ایتھے بار نہیں ایہہ سرّ حقائق دانی دے نیں
ایہہ گھُجیاں رمزاں عشقے والیاں معنی حرف مبانی دے نیں
ایہہ ہندسہ ویکھ کے مُہمل نہیں ایہہ قول جلال دیوانی دے نیں
ایہہ گالھیں زلیخا والیاں نیں اتے قصّے یوسف ثانی دے نیں
ایہہ دوہڑے ویکھ کے مہمل نہیں ایہہ قاصد دلبر جانی دے نیں
ایہہ شارح قول انا الحق دے اتے معنی اعظم شانی دے نیں

گنجِ معانی

پنج سی حرفیاں حیدر کی ہیں پانچوں گنج معانی کے
مثل حروفِ مقطع یہ ہیں راز رموز ، نہانی کے
جاہلوں کو یہاں بار نہیں ہیں سِرِ حقائق دانی کے
عشق کی گہری رمزیں ہیں معنی ہیں حرفِ مبانی کے
یہ ہندسہ دیکھ کے بھول نہیں ہیں قول جلال دوانی کے
یہ سارے سخن زلیخا کے یہ قصّے یوسفِ ثانی کے
یہ دوہڑے دیکھ کے بھول نہیں ہیں قاصد دلبر جانی کے
شارح قول انا الحق ہیں، یہ معنی اعظم شانی کے

ایہہ گالھیں ضعف تے پیری دیاں اتے شعلے عشق جوانی دے نیں
ایہہ گجھڑے ہاسے لعل لباں دے تے غمزے نگہہ مستانی دے نیں
ایہہ سوہنے راہ خدا دے نیں اَتے باعث امن امانی دے نیں
ایہہ توشے منزلِ عُقبیٰ دے اتے پرچے دنیا فانی دے نیں
ایہہ نعتاں سب محمد والیاں حمد خُدا سبحانی دے نیں
ایہہ قلقل شیشے شراب دے نیں اے ہاہو بزم شہانی دے نیں
ایہہ گھن پیالہ تے دیوی ساقی، پئو مٹھی میری ہانی دے نیں
ایہہ چھُن چھن چوڑے نیوروی اتے ہیٹ اس من بھانی دے نیں
ایہہ گھوکدے گھونگھر ولاٹواں وانگ پھیریاں تے کردانی دے نیں
"ہائے پیا، مورا جیئو گیا"، ایہہ دھریت مطرب آنی دے نیں
"نہ ول سائیں بھیوپرے" ایہہ ناز پری ملتانی دے نیں
"کون بھلا کسے دیس کا تیں"، ایہہ آکھے ہندوستانی دے نیں
"کیست بزلفم دست زند" ایہہ شوخ سخن مغلانی دے نیں
"اذھب انت الیٰ من تہویٰ، نیک سخن عربانی دے نیں

یہ باتیں ضعف اور پیری کی یہ شعلے عشق جوانی کے
یہ لعل لبوں کی مسکانیں غمزے ہیں نگہہ مستانی کے
یہ راہ نمائے راہِ خُدا ، یہ مامن امن امانی کے
یہ توشہ منزل عقبیٰ کا اور پرچے دنیا فانی کے
یہ نعتیں سب ہیں محمد کی ، یہ حمد خدا سبحانی کے
یہ قلقلِ شیشۂ مے بھی ، ہا و ہو بزمِ شہانی کے
لے ساقی سے پکڑ پیالہ ، پی ، شیریں مرے ہانی کے
یہ چھَن چھَن چوڑے نیور کی اور سپٹ اس من بھانی کے
یہ گھوکتے گھنگھرو لاٹو سے ، جوں پھیرے ہیں گردانی کے
"ہائے پیا مورا جئو گیا" ، یہ دھرپد مطرب آنی کے
"نہ ول سائیں مقیو پرے" ، یہ ناز پری ملتانی کے
"کون بھلا کس دیس کا تیں" یہ بول ہیں ہندوستانی کے
"گیست بزلفم دست زند" یہ شوخ سخن مغلانی کے
"اذہب انت الی من تہوی" نیک سخن عربانی کے

"وڈا ہو ویں مینوں ہتھ نہ لاویں" ایہہ مان جٹی چوچکانی دے نیں
"چھوڑ وے نینگر بانہہ میڈی" دلی داؤ عادل پٹھانی دے نیں
چھن چھن چوڑا تے گھُم گھُم چاٹی، ایہہ گھمکار، مدھانی دے نیں
علی حیدر ہتھ جے لکھن آوے تاں مطلب ایس نمانی دے نیں

”وڈا ہوویں مینوں ہتھ نہ لاویں“ یہ مان جٹی چوچکانی کے
”چھوڑ وے نینگر، بانہہ مینڈی“ یہ داؤ ہیں نیک پٹھانی کے
چھن چھن چوڑا گھم گھم چپاٹی، یہ گھمکار مدھانی کے
حیدر مکھن ہاتھ لگے ، ہیں مطلب یہی نمانی کے

کجھ شرم نہ ہندوستانیاں نوں

ب بھی زہر جو کھا مرن کجھ شرم نہ ہندوستانیاں نوں
کیا حیا ایہناں راجیاں نوں کجھ بچ نہیں تورانیاں نوں
بھیڑے بھر بھر دیون خزانے فارسیاں نوں خراسانیاں نوں
وچ چھُونیاں دے نک بُڈو جے ہو نہ ودھیاپانیاں نوں
ہکے تاں کھا کٹاری مرو، جے سِکھو نہ مار ایرانیاں نوں
ایہناں توپچیاں، زنبورچیاں نوں ایہناں برقندازاں بانیاں نوں
ایہناں بانکیاں ٹیڑھیاں ڈنگیاں نوں ایہناں ترکاں آکڑخانیاں نوں
ایہناں بلپچھی بازاں بزاریاں نوں ایہناں فیل تداں افغانیاں نوں
ایہناں بتی کشتی گیراں نوں ایہناں تیر انداز کمانیاں نوں
حیدر آکھ توں ایہناں ہیجڑیاں نوں ایہناں حیضاں نامردانیاں نوں

کچھ شرم نہ ہندوستانیوں کو

یہ زہر ہی کھا کر مر جاتے کچھ شرم نہ ہندوستانیوں کو
غیرت نہ رہی ان راجوں میں کچھ لاج نہیں تورانیوں کو
ہے ظلم خزانے دیتے ہیں، خراسانیوں کو ایرانیوں کو
چُلّو بھر پانی میں ڈوب مرو گر خوں شرمائے پانیوں کو
یا مار کٹاری مر جاؤ یا زیر کرو ایرانیوں کو
ان توپچیوں، زنبورچیوں، ان برقندازوں بانیوں کو
ان بانکے ترچھے، ٹیڑھوں کو ان ترکوں آکڑخانیوں کو
ان پلٹی بازبزاریوں کو ان فیل قدوں افغانیوں کو
ان تبتی کشتی رانوں کو، ان تیر انداز کمانیوں کو
کہہ حیدرؔ خواجہ سرا ان کو، ان حیضوں نامردانیوں کو

الف

الف اسیں کجھ نہ سی کُن کُن پیا میتا کجھ کیتو   فیکون تھیا
ہووے زیر زبر پیش کُن کُن غینڈے کُن کُن گوناگوں تھیا
وجیا مارو عشق اولے دا سدھ بدھ تے ہوش جنون تھیا
ہک عاشق ہک معشوق تھئے اینویں عالم جُونا جون تھیا
آرسیاں تھی چونیاں والڑی جلوہ نمابے چون تھیا
بے بے لیلیٰ نوں دل بینڈے قیس کھڑا مجنون تھیا
تیشہ تھیا ایہو شیریں سخن فرہاد نمانڑا خون تھیا
اس کُن دے کاف دی کھنڈی بنی اس کھنڈی دا سر نون تھیا
ہو گیاں بیلے نوں مہیں رانجھن تے ہیرے دا حال زبون تھیا
لے وگیا مرزا صاحباں نوں ساری جنج دا شان زبون تھیا
چڑھدیاں کھارے ڈھکدیاں جنجاں ایہہ عشق دا فن فنون تھیا
اوہ قلیئے پلاؤ، شیرینیاں بھی سب پھٹاں اتے لون تھیا
ہے ہے مَلیاں واہراں تے ٹُرجاندڑے دا سر خون تھیا
صاحباں بھی تُرٹ ماری توں موئی حیدر کُن فیکون تھیا

الف ابھی ہم بھی نہ تھے جب گونجا کُن کیا یار نے فیکون ہوا
مرے چاروں اور تھیں، زیر زبر کہاں کیا کیا گونا گون ہوا
بجا قاتل عشق کا نقارہ، سدھ بدھ اور ہوش جنون ہوا
اُن چوں، کا پوچھتی آرسیوں سے جلوہ نمائے چون ہوا
اک عاشق اک معشوق ہوئے یوں عالم جونا جون ہوا
اے دل تو سمیٹ لے لیلیٰ کو، کہے قیس کہ جو مجنون ہوا
شیریں سخنی ہی تیشہ بنی، فرہاد غریب کا خون ہوا
اس کُن کے کاف کی کھنڈی بنی اس کھنڈی کا سر نون ہوا
رانجھے نے رُخ بیلے کا کیا تو ہیر کا حال زبون ہوا
پھر مرزا لے گیا صاحباں کو بارات کا شان زبون ہوا
محتاج نہیں باراتوں کا، یہی عشق کا فن فنون ہوا
وہی قیلئے پلاؤ، شیرینی، وہی زخموں پہ جا کے نون ہوا
چلی پوری فوج تعاقب میں سر راہ ہی اس کا خون ہوا
ماری گئی راہ میں صاحباں بھی حیدر یہ کُن فیکون ہوا

الف ایہہ خوبیاں سبھے شاہ دیاں ایہہ خوبیاں اینویں وِکھالڑا ای
ایہہ گھنن سبھ اچاوے آہے جویں جِھپکی دے موہنہ نوالڑا ای
ایہہ اکھیں سادمرادیاں نہیں، ایہہ گھلدا کجل کالڑا ای
لُٹ پٹیاں دِسن اکھیاں اتے سُرمے دے سر دُنبالڑا ای
متھے دے ول دا سکھ ناہا ایہہ اکھیاں والڑا مالڑا ای
تیغ دی بے رنگ آب ترکھڑی ناہیں تاں پانی ہتھالڑا ای
اکھیں دی سِک اینویں رہندی ناہیں تاں مرن سکھالڑا ای
تھا نہ تاک نہ چمکے وے حیدر چانن سورج والڑا ای

الف اپنا گھونگھٹ کھول وکھاوے گُڈیاں نال ولانہیں
آپے جُھرمٹ، پوپٹ پائے اُتے اساں گڈیاں نال کھڈانہیں
بنھ نہ گڈا بھا اسا ڈڈے گڈیاں وانگ اڑانہیں
چھک حیدر دی ڈور اپنے پاسے، آسے پاسے بھنوانہیں

سب حُسن کے روپ تو شاہ کے ہیں، یہ چھوٹا سا دکھلاوا ہے
یہ اصل کا عشرِ عشیر نہیں، چکّی کے مُنہ کا نوالا ہے
وہ سادہ مرادی آنکھیں ہیں پر کاجل کتنا کالا ہے
دیکھیں تو وہ آنکھیں ویراں ہیں، بس سُرمے کا دنبالہ ہے
ماتھے کے تیور مشکل تھے آنکھوں کا رنگ نرالا ہے
کیا تیغ کی دھار ہی تیز نہ تھی جو پانی مانگنے والا ہے
آنکھوں کی نہ ایسی پیاس ہو تو مر جانا ہی سکھ والا ہے
کچھ نہ چمکے حیدر وہ تو نور ہی سورج والا ہے

الف اپنا گھونگھٹ کھول دکھا کے کھلونوں سے بہلا نہ ہمیں
خود جھرمٹ ڈالے، رقص کرے اور کھیل کوئی دکھلا نہ ہمیں
بدنام نہ کر، بدنام نہ کر گڈی کی طرح سے اڑا نہ ہمیں
خود ڈور یہ کھینچ اپنی جانب، بے سمت بنا کے گھما نہ ہمیں

الف اوہناں نیناں والے جھروکیاں وچوں جھات پویندڑا کون ویکھاں
اوہ بھر بھر دیندا پیالے شراب دے ساقی اکھیندڑا کون ویکھاں
اوہ ہس ہس اوہلے پیپنیاں دے جنگ کریندڑا کون ویکھاں
اوہ سُرمے سیاہ دی اُپنی اُتے تیغ لَیندڑا کون ویکھاں
اوہ نین ملیہڑے پیپنیاں دے پلو پھریندڑا کون ویکھاں
دیکھ منخے دا ول سکھر تے ناہیں کانی مریندڑا کون ویکھاں
اوہ پلکاں والیاں کنگریاں توں تار مریندڑا کون ویکھاں
اوہ زلف کمندا ساڈڑے گل وچ پائے چھکیندڑا کون ویکھاں
حیدر مار کے نیزے پیپنیاں دے ہیٹھ بلیندڑا کون ویکھاں

الف اینویں حسن جمال اوہناں سوہنیاں دا گل رنگ نما دا رنگ نہیں
اینویں پیا دیدے رنگدا اے بے رنگ اوتھے فنا دا رنگ نہیں
اکھیاں اگے ہنیر غبار اے ، ناہیں تے واوَ دا رنگ نہیں
ایہو گل رنگیں گھولیا اے سو بادِ صبا دا رنگ نہیں

ان نینوں والے جھروکوں سے کوئی جھانک رہا ہے، کون ہے وہ
دے جام شراب کے بھر بھر کے ساقی کہلاتا ہے، کون ہے وہ
مژگاں سے ادھر جو ہنس ہنس کر اب جنگ کرتا ہے، کون ہے وہ
سُرمے کی سان پہ تیغ اپنی کو آب جو دیتا ہے، کون ہے وہ
رہ رہ کے سرگیں آنکھوں کا جو پلو پھراتا ہے، کون ہے وہ
ماتھے کے شکن کا ذکر ہی کیا جو تیر چلاتا ہے، کون ہے وہ
وہ پلکوں والے کنگروں سے جو تار ہلاتا ہے، کون ہے وہ
وہ زلف گلو میں کمند کیے، ہمیں کھینچتا پھرتا ہے، کون ہے وہ
اور نیزے مار کے پلکوں کے سرگوشی جو کرتا ہے، کون ہے وہ

یونہی حسن و جمال ان سوہنوں کا گلرنگ نما کا رنگ نہیں
بے رنگ، آنکھوں کو کیوں رنگ دے وہاں کوئی فنا کا رنگ نہیں
آنکھوں کے لئے تاریک غبار ہے ورنہ ہوا کا رنگ نہیں
یہاں پھول پھول کو رنگ ڈالا، خود بادِ صبا کا رنگ نہیں

الف ایہہ لالہ رنگیاں لعلڑیاں اس بے رنگ رنگ دیاں خوبیاں نی
ایہہ لعل بدخشاں بوہ بوہ بھکھدے آتش سنگ دیاں خوبیاں نی
رُخ گرہ داں غنجر پینیاں دے ایہہ ساریاں جنگ دیاں خوبیاں نی
خضر آب حیات بنائے ہینیریوں زلف دے ڈنگ دیاں خوبیاں نی
حیدر بھی نہ تیغ الاری ایہہ سونے دی ونگ دیاں خوبیاں نی

الف اوہ میتھوں دی نیڑے وسے نی بھیناں پٹیاں ہیں اکھیں پٹیاں ہیں
ہے ہے اکھیں نہیں پر ویکھن دی سک پٹیاں ہیں اکھیں پٹیاں ہیں
اوتھے یوسف آہا سُفنے وچ اکھیں پٹیاں ہیں اکھیں پٹیاں ہیں
لکھی صورت ڈٹھی سوہنی ہیں جیہی پٹیاں ہیں اکھیں پٹیاں ہیں
لوٹ پوٹ ہویاں اکھیں نال اکھیں پٹیاں ہیں اکھیں پٹیاں ہیں
کور کور کرے بے وت کرے بینوں پٹیاں ہیں اکھیں پٹیاں ہیں
لگا دل وچ حیدر تیر نگاہ دا پٹیاں ہیں اکھیں پٹیاں ہیں

یہ لالہ رنگ کے لعل جو ہیں اس بیرنگ کی خوبیاں ہیں
یہ لعل بدخشاں بھڑکے ہیں یہ آتشِ سنگ کی خوبیاں ہیں
خنجر پلکیں اور رُخ گرداں یہ ساری جنگ کی خوبیاں ہیں
وہ خضر کا آب حیات جو ہے تری زلف کے ڈھنگ کی خوبیاں ہیں
محتاج نہیں شمشیر کا میں، سونے کی ونگ کی خوبیاں ہیں

وہ مجھ سے کبھی میرے قریب بسے مجھے آنکھوں نے برباد کیا
آنکھیں ہی نہیں، پر دیکھوں اسے مجھے آنکھوں نے برباد کیا
یوسف تھا خواب میں دیدے کھلے مجھے آنکھوں نے برباد کیا
اس حُسن کے کیا کیا نقش رہے مجھے آنکھوں نے برباد کیا
ان نینوں سے جب نین ملے مجھے آنکھوں نے برباد کیا
آنکھوں کو جو پھر بے نُور کرے مجھے آنکھوں نے برباد کیا
ان نظروں کے تیر تو دل میں لگے مجھے آنکھوں نے برباد کیا

الف اس بیرنگ پاک دا رنگ ایہناں خوبصوتاں نوں چمکاوندا ای
اوس سورج دا نور دینہ راتیں ماہ پاریاں نوں چمکاوندا ای
دیوے تیغ بیرنگ دی آب گُلاں نوں رَت دے رنگ رنگاوندا ای
پر جانے نہ اوس نوں وانگ ایہناں کوئی وچ خیال سماوندا ای
کوئی نقش نہیں نقاش جیہا تو ڑے اپنا ای رنگ بناوندا ای
یعنی حیدرا اوتھے عاقل بنیا جتھے کجھ ہتھ وتھ نہ آوندا ای.

الف اوہ بیرنگ دے رنگ کنوں ایہہ رنگ پیا ٹھہراوندا ای
رتا سانوڑا پیلڑا ہو بہو دیندا پل پل رنگ وٹاوندا ای
کر کر بہے پکھارا گل توں تریل دا ناؤں سداوندا ای
اُڈ اُڈ ڈھیندا گل دے رخ توں اوہلے بانہہ اڈاوندا ای
اوہ میٹھوں بھی نیڑے میتوں اتے دل دیکھن نوں ترساوندا ای
دنیہ چوہلی دے وچ غائب حیدر رنگ اوتھے دھپ چھاؤں دا ای

الفت اس بے رنگ پاک کا رنگ اس حسن کو جو چمکاتا ہے
خورشید ہے وہ اور نور اس کا مہ پاروں کو چمکاتا ہے
دے بے رنگ تیغ کو آب گلوں کی لہو کے رنگ رنگاتا ہے
کیا جانیے ان میں سے کوئی اس کے معیار پہ آتا ہے
نقاش سے بڑھ کر نقش کہاں خواہ اپنا نقش بناتا ہے
حیدؔ وہاں عاقل بن بیٹھا، وہاں عقل سے کچھ ہاتھ آتا ہے؟

اس بے رنگ کے رنگ دیکھ کے یہ رنگ بڑا شرماتا ہے
نیلا پیلا ہو ہو کر یہ رنگ پہ رنگ بدلاتا ہے
پھول کو رنگ مہک دیتا ہے اوس کے نام لگاتا ہے
پھول سے اڑ اڑ گرے تو چھپ کر سارے رنگ جماتا ہے
وہ مجھ سے بھی میرے قریب ہے دل کو مگر ترساتا ہے
سورج ڈوبا اس چولی جہاں دھوپ چھاؤں کا کھاتا ہے

الف ایہناں سوہنے خوبصورتاں اندر جلوہ بھی مینڈڑے یار دا ای
ایہہ گل گل رنگ رنگا چمن دا بھی حسن بسنت بہار دا ای
ایہناں مورتاں سنگین دے وچ اوہا سوہنا لعل وار نگ سوار دا ای
ایہہ تال بتال ایہناں کنجنیاں دا ناچ وڈے ہنکار دا ای
ایہہ تھیّا تھیّا اتے چھن چھن بھی گھونگھرو دی چھنکار دا ای
اس دام درہم دی چھنک چھنک جو دان اُسس دیون ہار دا ای
اس دانے دانا جیہے بھاڑے اندر تیز آتش دی بھڑکار دا ای
جے منصور انا الحق آکھیا ، جانشین اوہا سردار دا ای
جس کیتی شاہ رگ اپنی سوئی واقف اُسس گفتار دا ای
جیہڑا محرم تھیا وچ قرب ورید دے سوئی محرم اس اسرار دا ای
اوہ بیلی بیلے توں باہر ناہا پر بیلڑا دھندو کار دا ای
جیہڑا بیلی دے نال ہی بیلے ہووے سو اپنی ذات انکار دا ای
بیلہ بھی اتے بیلی بیلی ہیر دے کہنے سار دا ای

ان سوہنی موہنی مُورتوں میں تو جلوہ میرے یار کا ہے
یہ لالہ و گل ہیں حُسنِ چمن، یہی حسن بسنت بہار کا ہے
پتھر میں لعل اُگاتا ہے وہ مالک اس شاہکار کا ہے
تال بتال ان کنچنیوں کے رقص بڑے ہُنکار کا ہے
یہ تھیا تھیا اور چھَن چھَن بھی تو گھنگھرو کی جھنکار کا ہے
یہ سیم اور زر کی چمک کھنک یہ دان اس دیون ہار کا ہے
اور فصل بہار میں روپ اسی کے شعلے کی بھڑکار کا ہے
منصور انا الحق کہتا ہے تو وارث اس سردار کا ہے
جو شاہ رگ اپنی کاٹ سکے وہی واقف اس گفتار کا ہے
جو قرب درید کو جان گیا وہی محرم اس اسرار کا ہے
نہیں بیلی بیلے سے باہر بس بیلہ دھندو کار کا ہے
وہی حل پائے مسلک جس کا اپنی "میں" کے انکار کا ہے
یہی بیلہ ہیر کا یار بنے یہی بیلہ عشق اقرار کا ہے

الف اوہا ہار سنگار بھانڑا یار نہ کیتا اساں کیا کیتا اساں
ویکھ کجل دی دھار وے دھار نہ کیتا اساں کیا کیتا اساں
اساں کیتا ڈر دیاں مول شکار نہ کیتا اساں کیا کیتا اساں
ڈنگے زلف سیاہ دے مار وے مار نہ کیتا اساں کیا کیتا اساں
کولو کول تماشا ہا باغ بہار نہ کیتا اساں کیا کیتا اساں
حیدر چولا اپنا پاڑ لنگار نہ کیتا اساں کیا کیتا اساں

الف ایہہ خوبصورتاں ایویں بھانڑا تیندڑیاں ہون کہانیاں نی
ایہہ آپ غریب نمانیاں عاجز تیندڑیاں در در رلجانیاں نی
کوئی چھاہ دے کارن گھم گھم جائی اتے مکھن کارن مدھانیاں نی
بے چوں نوں چونیاں واڑا آکھن عاشقاں دیاں پریشانیاں نی
میں بے چوں گھتی آں کپڑ تے ہتھ لہر دیاں بوٹیاں لانیاں نی
ایہہ خواب خیال نی سوہنے باقی خوبیاں سبھے ربانیاں نی
میں سوہنے نوں لائیں سوہنہ ناہیں تا یا ردیاں کتھے نشانیاں نی

گر نہ بھائے یار کو ہار سنگھار تو کیا ہم نے کیا
روئے دیکھ کے کاجل کی دھار تو کیا ہم نے کیا
ڈر گئے کیا نہیں ہے ہم نے شکار تو کیا ہم نے کیا
ڈس لیا ہے اس زلفِ سیاہ کے مار تو کیا ہم نے کیا
نظارہ نہ کیا تجھے پہلو میں باغ بہار تو کیا ہم نے کیا
حیدرؔ کی نہ قبا اپنی تار تار تو کیا ہم نے کیا

یہ صورتیں حسن تو پردہ ہیں مقصود تمہاری کہانیاں ہیں
یہ صورتیں عجز و نیاز کی ہیں اور تیری ہی درد رنجانیاں ہیں
مٹکی تو ہے چھاچھ بلو ہنے کو مکھن کیلئے تو مدھانیاں ہیں
بے چوں کو کہیں جب چوں والا یہ عاشقوں کی پریشانیاں ہیں
میں بے چوں بیچ بھنور میں گئی، لہروں پہ فصلیں اگانیاں ہیں
یہ خواب و خیال حسیں ہیں بہت یہ صفتیں سب ہی ربانیاں ہیں
اس سوہنے کو طوقِ گلو کر لوں یہی سوہنے تو اس کی نشانیاں ہیں

الف اوہ دریا تر وڑے بنیاں مے شیشے کرکر کون پچھے
اوتھے کرکر کرکر ہکا پتھر مارے کیوں کر کون پچھے
اوتھے اوہی نیں شیشے تے اوہی اے پتھر ماردا ہر سر کون پچھے
اوتھے کرکر کرکر سنیں ناہیں کرکن کپّر کون پچھے
اوتھے ٹھاٹھیں بازو تے سیریں پانی لہر دی دھڑ دھڑ کون پچھے
اوتھے دریا دا پیر تلکے لہر کنبدا تھر تھر کون پچھے
ایہہ بیت مکرر ناہیں مکرر، ایہی مکرر کون پچھے
حیدر سنیاں کن کہیاں اوتھے پانی پھڑ پھڑ کون پچھے

الف ایہہ لمیاں پٹیاں والیا وے جڑ پٹ نہ درد رنجانیاں دی
تینوں زلفاں لمیاں کالیاں دی سوہنہ کپ نہ جڑھ نمانیاں دی
تینڈی آس تے ساویاں تازیاں دے تینڈے روسے دے نال کمانیاں دی
نہ کر ناز ادا خواب گمانی جے وست رچ اے کہانیاں دی

دریا بن کر ساحل توڑے اور شیشے مے بن کر کون پُوچھے
خود ہی گھر شیشے کے بنائے خود ہی مارے پتھّر کون پُوچھے
خود ہی شیشہ، خود ہی پتھّر، مارے کون سراسر کون پُوچھے
موج بھنور گرداب بنے گر کُن کا وِرد برابر کون پُوچھے
بن کے سمندر ٹھاٹھیں مارے لہر بنے کرے سر سر کون پُوچھے
دریا بھی گھبرائے اس سے موج بھی کانپے تھر تھر کون پُوچھے
شعر مکرر کیسے ٹھہریں ایک وہی ہے مکرر کون پُوچھے
حیدرؔ اس کے کُن پہ سنی ہے میں نے موج کی دھڑ دھڑ کون پُوچھے

اوہ لمبی زلفوں والے ہم بے چاروں کو برباد نہ کر
تجھے قسم ہے تیری زلفوں کی ہمیں اب نقشِ فریاد نہ کر
تری آس پہ ہم گل تازہ ہیں ہمنہ موڑ ستم ایجاد نہ کر
یہ خواب ہیں ان پر ناز نہ کر لب مائلِ صد فریاد نہ کر

الف ایہناں تینڈیاں دے تصویراں مینڈڑا سینڑا لیراں لیراں کیتا
بے چونی دی خوبی دی قید مینوں ایہناں زلف دیاں زنجیراں کیتا
چھانٹیاں چھانٹیاں دل مینڈڑا ایہناں پلکاں دے تیراں کیتا
محرم تینڈیاں خوبیاں دا ایہناں سوہنیاں تصویراں کیتا
واقف تینڈیاں رازاں دا کجھ پیڑاں کیتا کجھ پیراں کیتا
حیدر بھاگ سہاگ اساڈڑا لطف جے حضرت میراں کیتا

الف آپے ہس ہس مٹھڑا ابھی بجلی وانگ متھے ول پا نہیں
اوہ کھیوندی بجلی زلف کنوں کر جھبڑ دا گھنڈ چھپا نہیں
اوہ تیغ عراقی دُھرو میانوں گل لا مینوں ترسا نہیں
کر کلاوے بجلی والڑے مینوں جھومر وانگ ولا نہیں
مینوں مار کے کوڑا بجلی دا کتنل تر دوڑ کے نتھ گھڑا نہیں
میں تاں تینڈڑے ساہ گناندڑی ہاں موتی آتش وچ جما نہیں

ان تیری تصویروں سے مرا سینہ یراں یراں
بے چوں کی خوبی کی قیدان زلفوں کی زنجیراں
دل چھلنی کر ڈالا میرا تیری نظر کے تیراں
محرم تیرے ہوتے وسیلہ یہ سوہنی تصویراں
واقفِ راز کیا کچھ سوز نے اور کیا کچھ پیراں
حیدر بھاگ سہاگ ہمارے مہر کرے جو میراں

تیرے سخنا ہنس ہنس کر تو، ماتھے سے برق گرا نہیں
جو زلف سے شعلہ لپکا ہے اسے بادل میں تو چھپا نہیں
کردار اس تیغ عراقی کا سینے سے لگا ترسا نہیں
بجلی سا گلے آ کر لگ جا، جھومر سا مجھے چکرا نہیں
مجھے مار کے کوڑا بجلی کا جھمکوں سے تنتھ گھبرا نہیں
میرے دم دم میں آباد ہے تو مورتی آتش میں تو جلا نہیں

الف اوہ شمع گر بھر کائے زبان تینڈی خوبی کتوں مقال کرے
اگے آکھ نہ سکے کہے بے رنگ دی کوئی کیا گالھ کرے
پر پروانہ دیس موہنہ تے جھل متاں قیل وقال کرے
متاں گردن ماری ساری جے مثل دی کائی مثال کرے
ہے ہے رووے کھڑی کدھی آہیں کیہیاں جیوں تینڈا خیال کرے
جو کجھ عشق تسا ڈڑے شعلڑاں شمع نمانی نال کرے
سوئی نال سسی صاحباں، سہتی تے نالے ہیر سیال کرے
اوہ غمزے دے تیر تھوں شمع جو کینے تے کوکے حال دے حال کرے
کدے کوئی فانوس دا واٹ کرے کدی پر پروانے دی ڈھال کرے
اوس دراز دی غیرت تھوں ویکھو شمع کیہہ آخر حال کرے
لڑھک مرے نال انبر بھجی جا نور نوں دھواں وال کرے
ہے ہے ساری رات پڑھے پروانڑا تن من بال مثال کرے
ویکھاں کیا کجھ لگیا بال ایانے، ہتھ وچ دیوا بال کرے
حیدر رہو پروانہ تاں یار بھی تینڈڑی ایویں بھال کرے

وہ شمع زبان جو کھولے بھی تری خوبی کا جو مقال کرے
کیسے بے رنگ کے وصفوں کا بیان کس طور زبان حال کرے
پروانہ اس پر پر مارے کہیں اور نہ قیل وقال کرے
کہیں گردن ماری نہ جائے اگر کسی مثل سے اسے مثال کرے
ساحل پہ کھڑی چھم چھم روئے جو جو بھی ترا خیال کرے
ترے عشق کا شعلہ کیا کیا کچھ اس شمع نمانی کا حال کرے
وہ یاد کرے سسی صاحباں سہتی اور ہیر سیال کرے
تیرے ناز و ادا کے تیروں سے لرزے اور حال بے حال کرے
فانوس کی لے کبھی آڑ کبھی پروانے کے پر کو ڈھال کرے
کیا جانیئے دست درازیوں سے آخر کیا اپنا حال کرے
آکاش میں جا کر مر جائے اور نور کو دھواں وال کرے
پروانہ شب بھر شبد پڑھے تن من کو جلائے کمال کرے
اک طفل جلائے شمع تو دیکھیں کون سا کسب کمال کرے
حیدر پروانہ بنے اگر ترا یار بھی یوں تیری بھال کرے

الف ایس کملی رملی گولڑی نوں بھی اپنی کر کجھ آکھناں ای
گھت کے پیٹی چھوڑ بلبل کہو کہو پر کجھ آکھناں ای
ہتھ وچ رکھ پراہنے نہ چھوڑیں مرے نہ اُر کجھ آکھناں ای
دادا چاک بھتیں وت کن ونجھے باہج تینڈے در کجھ آکھناں ای
رہسے جے ہمیشاں در تے ہے ہے ونجے نہ مر کجھ آکھناں ای
تینڈا ابگڑیا در حیدر کر وچ ناؤں نذر کجھ آکھناں ای

الف اساں پانی اُتے عمارت بدھی دم دم دہا کرم اساں
باہج ہوا دے پوبیاں وانگر کف تے نہ ہک درہم اساں
پر کیا غم چنگا جے کم کیتا کم نال کریم دے کرم اساں
اوسے موج کرم توں جو بنیاں وانگر دیونا آخر دم اساں
جے گل لائی کھول تنی کیہا چولا اتارنا چم اساں
جے موج کرم دی متھے مارے متھے بخت کیا غم اساں
جے کاتب آپ کریم دے حیدر لکھیا متھے کرم اساں

اس کملی رملی گولڑی کو بھی اپنا کر کیا کہتے ہو
کر قیدِ قفس میں بلبل سے کوئی بات تو کر کیا کہتے ہو
نہیں دور کہیں ہاتھوں میں رکھو کہیں جائے نہ مر کیا کہتے ہو
میکے سے کہاں جاؤں اُٹھ کر جُز تیرے در کیا کہتے ہو
مر جاؤں گی اٹھوائی گئی ترے در سے اگر کیا کہتے ہو
نذر اس کی کر، ترا بگڑا گھر سنورے حیدر کیا کہتے ہو

پانی پر بنیاد اٹھائی دم دم کرم کمائے
مٹھی میں بس ہوا کا جھونکا درہم کوئی نہ آئے
اس کا کیا غم اس کے کرم سے ہم نے کاج بنائے
موج کرم وہ رسیوں والی ہم سے جہاں لے جائے
بندِ قبا کو کھول کے ہم کو اپنے گلے لگائے
موجِ کرم کے شہید ہوئے تو بخت بہت چمکائے
کاتب آپ کریم ہوا تو ماتھے بخت سجائے

الف ایہہ کیہا قاصد یار دا اے سہتھ نشانڑی سیلڑا ای
آہو آپے لکھیا رانجھن میں دل آ دینی آ وُ ہکیلڑا ای
اج خلوت ایہی ویلڑا ای یار ایہہ بیلی والا بیلڑا ای
تینڈیاں کیتیاں ویسن پھراں سمجھے ویلڑا ایہہ جے ویلڑا ای
جے کر کجھ نہ عرض تاں کر لے اج وت حیلہ وادیلڑا ای
جے وت گل کچہری لگی تاں شاہاں بھی رنگ پیلڑا ای
یا رب ات محمدؐ الوسیلہ حیدر وڈا وسیلڑا ای

الف ایہناں سوہنیاں وچ جلوہ بے رنگ خوبی یار دی اے
بے رنگ ہویا جے چاندنی اندر ظاہر رنگ دیوار دی اے
دسے اُتے گل پوے نہیں لایدرک الا بصار دی اے
چمکے ہوا مہتاب کنوں گل پوے نہ گل اسرار دی اے
اوہ آپ سورج حیدر بہت بلند ایہہ گل تاں دور چمکار دی اے

یہ کیسا قاصد یار کا ہے ہاتھوں میں نشانی سیلا ہے
رانجھن نے لکھا ہے مرے لئے آجاؤں اب وہ اکیلا ہے
ہے خلوت بھی اور موقع بھی اور بیلی والا بیلہ ہے
پھر پائے گا گر سمجھ گیا ملنے کی یہی تو بیلہ ہے
لب کھول کہ آج ہی تیرا ہے کل کو تو فقط واویلا ہے
کل حشر کچہری میں تو سب شاہوں کا رنگ بھی پیلا ہے
یا ربّ آخر کو محمد ہی حیدر کا ایک وسیلہ ہے

ان ماہ رخوں میں جلوہ نما اک بے رنگ خوبی یار کی ہے
ظاہر جو ہوئی ہے چاندنی میں بے رنگی یہ دیوار کی ہے
نہ سنائی دے، نہ دکھائی دے لایدرک الابصار کی ہے
مہتاب سے چمکے یا دریا کیسے؟ یہ بات اسرار کی ہے
وہ سورج کتنا اونچا ہے یہ بات اس کی چمکار کی ہے

الف اوس زلفِ سیاہ اتے عکس لباں دا دل اندر آرسی نوں
وحی انا اعطینک الکوثر . . . نالے کوثر . . . آرسی نوں
اوہ لب لعل تے مسی والیاں ویکھ وے نینگر . آرسی نوں
سرچشمۂ آب حیاتی ، ظلمت والی دا کر آرسی نوں
کل پئی اکھیں ، کل پوسّی اکھیں وچ گوڈیاں دھر آرسی نوں
پلک نہ لگس ، خواب کیہا توڑے گوڈیاں تے دھر . آرسی نوں
جے گوڈیاں تے دھر گوڈیاں تے کر گلشن بنجر آرسی نوں
خوبصورتاں آرسی باہج نہ رہندیاں ویکھ وے حیدر آرسی نوں

الف ایہہ دائرہ دار ایہہ روپ تینڈڑے دا ہور پیا آواز نہیں
تینڈیاں ٹھاٹھیں گاون تینڈڑے ہور محض ثنا آواز نہیں
جے موج ہوا آواز ٹھُیوے کیوں موج سخا آواز نہیں
کیا ٹھاٹھا ایہناں ٹھاٹھیں دی کدی کن پیا آواز نہیں

اِس زلفِ سیاہ پر عکس لبوں کا دل کے اندر آرسی کو
انا اعطینٰک الکوثر اِس پر ہے کوثر آرسی کو
وہ لعل ہیں لب، ہستی والے، ہاں دیکھ لے نینگر آرسی کو
سرچشمۂ آبِ حیات ہے ظلمت سے ہی لے کر آرسی کو
ملا چین آنکھوں کو چین مِلے، زانو پہ دھر کر آرسی کو
جھپکے نہ پلک، پھر نیند کہاں زانو میں دھر کر آرسی کو
زانو پہ رکھے، زانو پہ دھرے کرے گلشن بنجر آرسی کو
خوشرو نہ رہیں بن آرسی کے لے دیکھ لے حیدر آرسی کو

یہ دائرہ دائرہ روپ ترے کا اور پڑا آوازہ نہیں
تیرے ہی ٹھاٹھ ہیں گیت ترے اور محض ثنا آوازہ نہیں
گر موجِ ہوا آواز بنے کیوں موجِ سخا آوازہ نہیں
اس ٹھاٹھ کے ٹھاٹھ کے کیا کہنے کہیں کان پڑا آوازہ نہیں

الف ایس درد فراق دے ظلم دی پابندی اوتھے سب حقیقت سارنی اے
ایس بھیت دی بات اوس مست نوں کر کر گیت بھی گوش گذارنی اے
اوس آہو چشم نوں آہو آکھیں جے منے نہیں تاں ہارنی اے
جے ہار سنگار دی بات پچھے رت ہنجو جند ہارنی اے
پھر کیہی کم آوسی جند ڑی وت اساں کوئی سا ڑنی اے
جے وس نہ لگے ، وسے نہیں بھی حیدر اساں گذارنی اے

الف اسیں کجھ نہیں سبھ تیریاں ٹھاٹھیں ویکھن نوں ترسانی آں میں
میں گھمن گھیر دا کاسہ بناں خود بانیاں تے بن پانی آں میں
میں تاں کجھ نہیں سبھ توہیں توہیں اینویں پاتی تے نقش نشانی آں میں
میں گھمن گھیرے تیڈیاں گھیری لوٹ پلوٹ کھوآں گردانی آں میں
میں کجھ نہیں، کیا گھول وجھاں، ایہو صدقڑے تے قربانی آں میں
حیدر یار توں گھول گھتیویں کوئی ناہیں تاں فانی آں فانی آں میں

اے نامہ بر! اس ہجر کے ظلم کی ساری حقیقت سارنی ہے
اس بھید کی بات اس مست سے گیت میں کر کے گوش گذارنی ہے
اس آہو چشم کو آہو کہنا گر مانے نہیں تو ہارنی ہے
گر ہار سنگھار کی بات کرے کہنا لہو روئے جند ہارنی ہے
پھر زندگی کس کام آئے گی یہ زندگی ہم نے سارنی ہے
کہیں بس نہ چلے، آباد نہ ہو، پھر بھی حیدرؔ یہ گذارنی ہے

ترے جلوؤں کو ترسائی گئی ہوں
بھنور میں ہوں مگر پیاسی رہی ہوں
فقط پانی پہ نقشائی گئی ہوں
اور اس پر بھی میں بھنورائی گئی ہوں
فدا تجھ پر مرے یہ جان و ایماں
مگر فانی ہوں اب آئی، گئی ہوں

الف اوہ مٹھڑا ہا سڑا دسدا ابھی نہ عکس اس پاک دی ذات دا ای
مٹھی گالھ اوس لعل خموش دی بھی عکس اس بات نبات دا ای
اوہ چھم چھم نور جو وچ جھڑ کے نیناں دے شاہ دی جھات دا ای
مینوں حیدر شہ رخ کیتا ذکر ہا خوف نہ موت حیات دا ای

الف اجے نہ چن تارے ہیئے سورج بھی نہ ایہہ نور بھی نہ
اوتھے سورج دا نور کجھ نہ ہا اوہناں گلیاں دی راہ دی دھوڑ بھی نہ
اتے میں جیہا کوئی کتا بھی ناہیں اتے رافضی جیہا سور بھی نہ
حیدر نوں جے چا نوازیں تاں شاہاں دے فضلاں تھوں دور بھی نہ

الف ایہہ خوبصورتاں سوہنیاں سبھ ٹھاٹھیں بے رنگ پاک دیاں
اوتھے سورج دا چمکارا نہیں ایہہ خوبیاں خوبیاں خاک دیاں
ایہہ گل رنگیں تے مٹھڑے میوے بھی خوبیاں چیتر وساکھ دیاں
ایہہ بے رنگ رنگ اڈائے وتے ہولیاں جیویں بھاگ دیاں

وہ خندۂ شیریں نادیدہ جو عکس اس پاک کی ذات کا ہے
شیریں سخنی جو عکسِ لبِ خاموش اسی کی بات کا ہے
نینوں کے جھروکوں میں منظر اک نور بھری برسات کا ہے
حیدرؔ اک نظرِ کرم اس کی پھر خوف نہ موت حیات کا ہے

نہ چاند ستارے سورج تھا اور ایسا کوئی نور نہ تھا
ان گلیوں کی گردِ راہ نہ تھی سورج کا نور ظہور نہ تھا
مجھ ایسا کوئی سگ بھی نہ تھا اور رافضی ایسا سؤر نہ تھا
حیدرؔ وہ کرم کرتا مجھ پہ کچھ اس کے فضل سے دور نہ تھا

یہ صورتیں حسن مجسم کی، سب معجزے بے رنگ پاک کے ہیں
اس سورج کا بھی فیض ہیں یہ اور وصف یہ ارض خاک کے ہیں
یہ لالہ و گل، شیریں میوے اوصاف یہ چیت بساکھ کے ہیں
رنگوں کی اڑتی ہوئی ہولی یہ روپ اس بے رنگ پاک کے ہیں

الف ایہہ باہمن بھیڑے بھڑ پئے، پئے کوڑ دا راہ بتاوندے نیں
سو پھٹے موہنہ ایہناں کافراں دا سبھ کوڑو کوڑ کماوندے نیں
جو جگ وے گھر کھیڑیاں وے ایہہ نت پُجارے آوندے نیں
نیتر سونتیر انتیر سیندے گن گن گنڈھیں پاوندے نیں
نال دنبل چھپنی لاتوارے ماں پیو خون چھلاوندے نیں
نرگ دی بھامینڈی نہیں آہی ایہہ اپنے ہتھیں لاوندے نیں
جے کر مُردے نوں دکھ سکھ ناہیں کیوں ہڈیاں گنگا پاوندے نیں
ایہہ جنجو گل تے جنج کھیڑیاں دی مینوں حیدر مُول نہ بھاوندے نیں

الف ایہناں سوہنیاں وِچ جلوہ کریندا بینڈا دلبر یار سجن
ایہہ روشن دیوے بال وِکھائے اپنا ہار سنگار سجن
کرے کند نگاہاں، تیز نظر نال سرمہ اے دنبالہ دار سجن
حیدر کیتی سونے دے گنج دا زلف سیاہ نوں مار سجن

بھٹ پڑیں، بدذات برہمن جھوٹ کی راہ بتاتے ہیں
یہ کافر، صد لعنت ان پر، جھوٹ ہی جھوٹ کماتے ہیں
قاصد کھیڑوں کے بن کو نت چوچک کے گھر آتے ہیں
نیترا نیتر کرتے یہ گن گن کر دن بتلاتے ہیں
جا ماں باپ سے بیٹی کے یہ دل کا خون کراتے ہیں
میرے مقدر میں تو نہ تھی، یہ نرگ کی آگ لگاتے ہیں
دکھ سکھ ہی نہیں تو ہڈیاں کیوں گنگا بھر لے جاتے ہیں
یہ جنجو گل، جنج کھیڑوں کی، مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتے ہیں

ماہ رخوں میں جلوہ دکھایا دلبر یار سجن کا
تارے کیا روشن ہیں یہ ہے ہار سنگار سجن کا
روشن کر دے مدھم آنکھیں سرمہ یار سجن کا
حیدر گنج پہ بیٹھا زلفِ سیاہ کا مار سجن کا

الف اَن بن، اِن بِن، اُن بِن مینوں بھتاں سبھے وسریاں
زیراں زبراں جوہر دسن ب ت تیغاں مصریاں
مداں شداں نکتے تمے، ودھیاں ولیں نسریاں
حیدر زہر پیارے والی میکوں کھنڈ نباتاں مصریاں

الف اساں داؤ نہ تینڈی کھیڈ داوے ایڈے داؤ نہ ماراساں ہاریا ای
مینڈا ساہ گیا غوطے کھاندیاں دا دریاؤ نہ ماراساں ہاریا ای
ہے ہے گرمی ہوئی مینڈا جثہ گیا گھل داؤ نہ ماراساں ہاریا ای
صبر کیہا ہُن آکھ سو حیدر آدَ نہ ماراساں ہاریا ای

الف اندر گھونگھٹ دے ماریا ای ویکھاں گھونگھٹ آتاریاں ہووے گا کیا
تینڈی گندی میڈھی اندھیر پایا ویکھاں ول آتاریاں ہووے گا کیا
تیغ وچ میان دو ٹک کیتا ویکھاں دُھر الاریاں ہووے گا کیا
علی حیدر پچھ پیاریاں نوں لالاریاں ہووے گا کیا

اَن بَن، اِن بِن، اُن بُن مجھے باتیں ساری بسریاں
زیراں زبراں جوہر دیکھوں ب ت تیغاں مصریاں
مدّاں شدّاں نکتے تمنے بیلیں بڑھ کر نسریاں
حیدر زہر پیارے والی کھنڈ نباتاں مصریاں

ہمیں داؤ نہیں ہے کھیلنے کا ہمیں داؤ نہ مار ہم ہار گئے
غوطے کھا کھا کر مرا سانس گیا دریاؤ نہ مار ہم ہار گئے
ہے ہے حبس ہے کیا مرا جی گیا گھل داؤ نہ مار ہم ہار گئے
حیدر صبر کیسا اب کہہ اُس سے ہاں آ نہ مار ہم ہار گئے

گھونگھٹ میں رہ کر مارا ہے گھونگھٹ جو اتارا تو کیا ہوگا
سلجھی لٹ بھی اندھیارا ہے لٹ کو الجھایا تو کیا ہوگا
تھی میاں میں تب دولخت کیا ہو تیغ برہنہ تو کیا ہوگا
علی حیدر پوچھ پیارے سے رہا وعدہ فردا تو کیا ہوگا

الف اہناں رنگلیاں دے دے رنگ کنوں رنگ بیرنگ دا نظر آوندا ای
ایہہ خوبیاں نیں نقاش دیاں جیہڑا پاتی تے نقش ٹکاوندا ای
اوہو عکس پوے نقاش دا بھی وچ پانی جے نقش بناوندا ای
دسے بیرنگ رنگلا بھی حیدرا تے پانی دے نقش دکھاوندا ای

الف ایہہ خوبصورتاں ڈھولن اپنے ویکھن کارن سواریاں نی
ایس بیرنگ نور دے ویکھن کارن ایہہ وت رنگ رنگ باریاں نی
اوس لعل شراب دے پیوندیاں ایہہ جاناں بھی زر کاریاں نی
اوس دلبر یار دیاں آرسیاں نیں اساں حیدر بہت پیاریاں نی

الف الست دی یاری قدمی لگ رہی ہیر یتیم دی اے
اساں وچ رسولاں دے رانجھن ڈٹھا اساں قسم عرشِ عظیم دی اے
اوہدے موڈھے مزمل دا کمبل آہا اتے ہتھ کھونڈی حامیم دی اے
علی حیدر رانجھن اج پچھاتا اوہ تے ظاہرا صورت میم دی اے

ان رنگین صورتوں مورتوں میں وہ بے رنگ رنگ دکھاتا ہے
نقاش کی چابکدستی ہے پانی پہ جو نقش ٹکاتا ہے
نقاش کا عکس اس نقش پہ ہے جو پانی پر بن جاتا ہے
وہ بے رنگ حیدرؔ رنگ والا پانی میں نقش دکھلاتا ہے

دلدار نے اپنے دیکھنے کو ان ماہ رخوں کو سنوارا ہے
ان رنگ برنگ دریچوں سے اس بیرنگ کا نظارہ ہے
اس مستیٔ مے کی خاطر ہی زرکار یہ روپ اتارا ہے
ہے دلبر یار کا آئینہ حیدرؔ یہ ہمیں پیارا ہے

الف الست کی یاری قدیمی لگی تو ہیر یتیم کی ہے
ہم نے رسولوں میں رانجھن دیکھا قسم اس عرشِ عظیم کی ہے
کملی مزمل شانوں پر تھی، ہاتھ چھڑی حامیم کی ہے
حیدرؔ رانجھن کو اب پہچانا وہ تو ظاہر صورت میم کی ہے

الف اوہ آوندا ہیں من بھاوندا بھیناں قاصد دلبر یار دا ای
جیندی دھوڑ قدم دی پئیے نور اکھیں دا سو بے شک اوسے یار دا ای
دھوڑ کیہی کوئی مشک عنبری اے ایہہ پایا کل انوار دا ای
سو مَن رسول محمد برحق جے بھیجیا سرجنہار دا ای
بیلی اپنے نوں کر قاصد بھیجنا محض کرم دلدار دا ای
بھیناں بیں پچھیا اس قاصد کولوں جو محرم سب اسرار دا ای
دیکھاں کیہڑی چیز عجائب تحفہ جو لائق اس دربار دا ای
حیدر آکھیا قاصد اساہاں اوتھے بہت پیار پیارہ دا ای

الف احمد پور دیاں گلیاں وے سانوں سبھے گلیاں بھلیاں نی
سوہے ساوے تے ہار حمیلاں سرمے ایہہ سبھے سانگاں سلیاں نی
ہن ڈٹھیاں باہجھ نہ رہندے عاشق اتے بہندے مار ہتھلیاں نی
اوتھے کوہجے تر تر بہن وے حیدر اتے سوہنیاں دے گل ٹلیاں نی

وہ آیا میرے من بھایا وہ قاصد دلبر یار کا ہے
دھول اسکے پاؤں کی نور مجھے وہ قاصد اس دلدار کا ہے
یہ دھول کہاں مشک عنبر ہے یہ مایا کل انوار کا ہے
برحق وہ رسول محمدؐ ہے جو بھیجا سرجنہار کا ہے
خود یار کو ہی قاصد بھیجا یہ خاص کرم دلدار کا ہے
اے بہن یہ پوچھا قاصد سے جو محرم سب اسرار کا ہے
وہ کون عجائب تحفہ ہے معیار جو اس دربار کا ہے
حیدرؔ قاصد نے کہا ہم سے، سب اعلیٰ رتبہ پیار کا ہے

احمد پور کی گلیوں میں سب گلیاں کوچے بھول گئے
کپڑے لتے ہار حمیلاں دل ہیں ترازو ہو کے رہے
بن دیکھے کہاں چین ملے کوچے میں جا کر بیٹھ گئے
بے حُسنے تو پار اُتر گئے حُسن کی گردن طوق پڑے

الف اوہ بھر بھاہ جوں بے رنگ بھڑکے سنگ بھی سور تھوں سنگدا ای
ایہہ بھاہ بھی بھڑ بھڑ کنبدی اے ہووے شعلہ زبان خیر منگدا ای
جلوہ پوے وچ بھاہ سمندر دے تے بھاجبنا جل لنگ دا ای
پر خام سمندر سوز بھوں سنگے مرد نہ موت بھوں سنگدا ای
ایتھے خواجہ خضر سمندر ایہو اہی آتش خانہ پتنگ دا ای
اینویں کوڑ سمندر آکھے انا النار حق پتنگ دے منگدا ای
دنا خال تے خط کلک کیہا یار جے سامان نہ جنگ دا ای
ہے ہے ساڑیا رنگ نوں بے رنگ تاں بھی کالڑا دارو تفنگ دا ای
ویکھو ہتھیں کریم دے پوندکراں اوہ سوہنا جو ہتھاں دی رنگدا ای
اوس بے رنگ بھاہ دا گھونگھٹ جل ساہ بھیوے توڑے سنگدا ای
حیدر دیوے ساہ تاں اوہ دیوے ساہ جو گھونگھٹ دا انگدا ای

وہ بے رنگ آتش یوں بھڑکے پتھر بھی جان چراتا ہے
یہ آگ ڈرے اور شعلہ زباں بھی جان کی خیر مناتا ہے
پڑے آگ کا عکس سمندر میں گنگا بھی پھر گھبراتا ہے
اس آتشِ سوز سے بحر ڈرے مرد اجل سے جا ٹکراتا ہے
یہی آگ سمندر خضر بھی یہ پروانہ یہیں لہراتا ہے
انا انا۔ ہے حق پروانے کا جھوٹا بجسمہ یہ حق ہتھیاتا ہے
نہیں رنگ کا گر سامان تو کیوں خط خال کا لشکر لاتا ہے
بے رنگ نے رنگ جلا ڈالا، رنگ گورے پہ کالا لاتا ہے
وہ کریم سہی پر خوں سے مرے کیوں ہاتھ اپنے رنگ جاتا ہے
اس بے رنگ آگ کا خاکستر ہی آبِ حیات بناتا ہے
حیدرؔ یہ جیون دین اس کی گھونگھٹ میں نقش بناتا ہے

الف آپ کریندڑا کم سبھے تقدیر قضا بہانڑا ای
ایہہ زمین اسمان تے عرش کرسی قدرت پینڈی دا آندڑا ای
آپے مارے تے آپ جوائے اتے عزرائیل بہانڑا ای
میں کیہہ جاناں رمزاں یار دیاں حیدر تے پھردا وِک دیوانڑا ای

الف آؤ سہیلیو میری پوتی درد یار دے نوں جھولی پا بیٹھی
ہک یار آہا سو ئیو راضی ناہیں صورت یار دی نوں ہیں رسا بیٹھی
دکھ لگے سن نڈھڑی بالڑی نوں رتی کرماں دی ہتھوں ونجا بیٹھی
علی حیدر میاں ڈیکھیں نبض میری جان بجھ کے مہراہیں کھا بیٹھی

الف احمد وچ میم دا گھونگھٹ چھپن چھوت دراز تھیا
ہکو نقطہ وحدت والا جنبش کھا کے دراز تھیا
اساں راگ ذا سنیا سوزاں دا ہن ساز تھیا
وحدت دے دریا اندر علی حیدر میم جہاز تھیا

الف آپ ہی سب کچھ کرتا ہے، تقدیر قضا تو بہانہ ہے
یہ عرش یہ فرش یہ کرسی سب تری قدرت کا افسانہ ہے
خود مارے خود زندہ کرے عزرائیل تو ایک بہانہ ہے
رمز سجن کی کیا جانوں علی حیدر لوک دیوانہ ہے

الف آ مری ہمجولیونی درد یار کا دامن میں لے بیٹھی
اک یار تھا سو بھی راضی نہیں صورت یار کی ہاتھوں سے دے بیٹھی
درد ملے تھے بالی عمریا میں تب سے کرموں کے کار گنوا بیٹھی
علی حیدر میاں نبض دیکھ مری جان بوجھ کے زہر میں کھا بیٹھی

الف احمد میں میم کا گھونگھٹ چھپن لکن کا کھیل دراز ہوا
اک نقطہ تھا وحدت والا جنبش کھا کے میل دراز ہوا
راگ سنا تھا پریم کا ہم نے یہ دل سوز سرا پا ساز ہوا
وحدت کے دریا میں حیدر یہی میم ہی اپنا جہاز ہوا

الف اکھیاں میریاں بدل ہویاں تے ہنجواں دا مینہ برسدیاں
کیہی رونے دی چاٹ پیو نیں کدی نہ بھیڑیاں ہسدیاں
وت کاہے توں روندیاں لال ہویاں ہن جی دا بھیت نہ دسدیاں
علی حیدر پچھ توں اکھیاں نوں ہن لا پریت کیوں نسدیاں

الف آپ بھی کالا تے لوئی بھی کالی تے مجھیں بھی کالیاں کالیاں نیں
چاک سدیویں تے غصے نہ تھیویں سبھے سیالیاں سالیاں نیں
رمز نہانی نوں سمجھ نہ جانن ایہہ ایہناں دیاں چالیاں نیں
لعل چھپایاں نہ چھپدے او حیدر نہ رکھیاں مشالاں بالیاں نیں

الف اٹھ سوانی تے گھت مدھانی ویلڑا پچھلی رات دا ای
اتوں ہوئی دھمی تے دہی نہ جمی رڑکنا بھی کسے گھات دا ای
جٹ نہ ٹٹے تے دُدھ نہ وِٹے ویلا وقت برات دا ای
جویں دُدھ تھیں دہی مکھن ویسے حیدر تویں فرق رب دی ذات دا ای

آنکھیں میری بادل بن گئیں، نِسدن مینہ برساتی ہیں
رونے کی وہ چاٹ لگی کہ نہ ہنستی ہیں نہ ہنساتی ہیں
رو رو کر کیوں لال ہوئیں کب بھید یہ ہمیں بتاتی ہیں
پوچھ حیدرؔ جب پریم کیا، پھر آنکھیں کیوں کتراتی ہیں

آپ بھی کالا، لوئی بھی کالی، مجھیں بھی کالیاں ہیں
چاک کہیں تو برا نہ جانے، سب سیاناں رشتے والیاں ہیں
رمزِ نہانی سمجھ نہ پائیں، یہ تو صرف انہی کی چالیاں ہیں
لعل چھپائے کیسے چھپیں، حیدر جیسے مشالاں بالیاں ہیں

اُٹھ سوانی، ڈال مدھانی، پہر یہ پچھلی رات کا ہے
پچھلا پہر ہے، دہی بنا نہیں، رڑکنا بھی کسی گھات کا ہے
ساتھ نہ چھوٹے، دودھ نہ بگڑے، بخت یہ خاص برات کا ہے
دودھ سے مکھن دہی بنے، یوں فرق نہ رب کی ذات کا ہے

الف احد دے وِچ میم رکھیں اتے احمد نام کہاوندا اے
الف دی جاوت میم بنائیں ہو محمدؐ آوندا اے
عنصر دے وِچ اوہو دسیندا لامکان بتاوندا اے
چوں چرا دی جا نہیں حیدر "صُمّ بُکمّ" بھاوندا اے

الف ایتھے اوتھے اساں آس تینڈی اتے آسرا تینڈڑے زور دا ای
مہیں سبھ حوالڑے تینڈڑے نی اساں خوف نہ گنڈڑے چور دا ای
توں ہیں جان سوال جواب سبھو سانوں ہول نہ اوکھڑی گور دا ای
علی حیدر نوں سِک تینڈڑی اے تینڈے باہج نہ سائل ہور دا ای

الف اللہ دا آسرا مینوں تاہیں ہاں ننگ بھر نگھڑا ایں
نام اللہ دے اگے سِدھا تے لوکاں دے لگے جے ڈنگڑا ایں
واؤ دی ہے میں ٹُنگی بدھی اَتے کیتا الف دا لنگڑا ایں
حیدر توڑے ہیں ڈنگڑا کبڑا کڈھیا داؤ ڈنگڑا ایں

الف احد میں میم رکھے اور نام احمد کہلاتا ہے
الف کو میم سے بدل، محمدؐ خود ہی بن کر آتا ہے
اس کا ڈیرا عنصر عنصر، لامکاں بتلاتا ہے
حرفِ سوال کا اذن نہیں، چپ رہنے کو فرماتا ہے

یہاں وہاں امید تری ہے آسرا تیرے زور کا ہے
ہمیں حوالے ساری تیرے، خوف نہ غنڈے چور کا ہے
تو ہی سوال جواب ہمارا ہول کہاں ہمیں گور کا ہے
طلب علی حیدر کو تیری، نہ سائل کسی اور کا ہے

الف اللہ کا آسرا مجھ کو ننگ و نمود سے کام نہیں !
عجز سراپا اس کے نام پہ، باقی کسی سے رام نہیں
الف اور واؤ تو زینتِ تن ہیں اور کسی سے کام نہیں
واؤ نے ہر الجھن سے نکالا اس میں کوئی کلام نہیں

ب پ ت ث

ب باہج تیرے ہور کون خدایا ماریں تے مار جوائیں توئیں !
جیتھے پَون وہیر تے کڑکن کپڑ ہتھاں تے چالنگھائیں توئیں
جیتھے پورے جہازاں نوں واؤ مخالف لنگر گھت لگائیں توئیں
جیتھے عاشق روونڈرے نی رَت نرالے ہس ہس یار ملائیں توئیں
ایہہ عاجز بندہ کیا کجھ منگے سبھ کجھ دیں دوائیں توئیں !
ایہہ حیدر عاجز ہے منگن تھوں بھی، آپے دیویں منگائیں توئیں

ب بھیناں سوہنے نوں ناز سوہنا اساں کو ہجیاں بہت نیاز نہیں
متاں گالھیں دے نال ولاویوے ہائی گالھ دی زلف دراز نہیں
اساں قالو بلیٰ بُھل آکھیا اے اکھیں مست الست نیاز نہیں
اوہناں لعل لباں نال مسی مسواک نال حقیقت مجاز نہیں
جے منتھے دا ول شوخ کرے اوہ نین غریب نواز نہیں
کوک دے حیدر تاناری ری نن طنبورے دا ساز نہیں

ب بن تیرے ہے کون خدا خود مار کے زلیست دلاتا ہے تُو
بھنور پڑیں جہاں گر جیں طوفاں ساحل تک پہنچاتا ہے تُو
سیلِ بلا جب بیڑے گھیرے تب لنگر بن جاتا ہے تُو
عاشق روئیں لہو جہاں وہاں ہنس ہنس یار ملاتا ہے تُو
کیا مانگے یہ عاجز بندہ سب کچھ ہی دیتا دلاتا ہے تُو
حیدرؔ کا دستِ طلب بھی نہیں پر فیض اسے پہنچاتا ہے تُو

ب بھنا ہو ہنسے کو ناز سوہنا، کم شکلوں کو بھید نیاز نہیں
بات بات میں وہ الجھائے گا، بات بات کی زلف دراز نہیں
کہہ ڈالا تھا قالو بلیٰ لیکن آنکھیں مست الستِ نیاز نہیں
ان لعل لبوں پہ مستی بھی ایک حقیقتِ مجاز نہیں
ہو شوخ پشیمانی تو کیا حاصل وہ نین غریب نواز نہیں
کُوک رہے حیدرؔ تانا ری ری تن طنبورے کا ساز نہیں

ب بھلا دے صاحب میں بھی تینڈی ہک تروار دا وار نہیں
کیہی جھڑ ترواریں بجلی دی سر کھنڈی ایڈا اندھار نہیں
میاں اج بھی توں ہیں تے کل بھی توں ہیں کیا بہانڑا وار نہیں
کوچے زلف دے راتیں چانن تھیا کیا گل بناں مار مار نہیں
بن فال دے چور تے نانگ ڈٹھا ہا شور اُتے مار مار نہیں

ب بھیناں توبہ ہے میں یار بناں وت پوپٹ کھیڈ نال گاوڑناں بھی
شادی شوخی دے سہرے گاون نازاں دے نال بتاؤناں بھی
حیدر والے ویہڑے آکھن رمزاں نال بجھاوڑناں بھی
وت مسّی مسواک تے پان چباون اکھیاں سرمہ پاوڑناں بھی
دھڑی گنداون، مانگ بھراون، گھس گھس چندن لاوڑناں بھی
توبہ وے حیدر دور سجن توں جیوناں بھی مرجاوڑناں بھی

ب بھلا ہو صاحب ہیں تیری تلوار کا ایک بھی وار نہیں
بجلی کی طرح پل پل پلکے ایسا تو کوئی اندھار نہیں
تو آج بھی ہے تو کل بھی ہے کوئی دن بھی نہیں کوئی وار نہیں
شب زلف کے کوچے ہیں جان لیا جو گلو بھی نہیں تو وہ مار نہیں
بن خال کے دیکھا چور اور ناگ اور شور مچا مار مار نہیں

سب بہناں تو یہ میری بن یار یہ بازی کھیلنی ہے اور گانا ہے ؟
یہ شادی خوشی کے سہرے ہیں، جو گانے ہیں بھاؤ بتانا ہے
حیدؔر کے کوچے میں جا کر کہتے ہیں رمزوں سے بھید بتانا ہے
مسّی مسواک بھی لازم ہے، پان چبانا سرمے سے آنکھ سجانا ہے
دھڑی گُندانا اور مانگ کا بھرنا اور گِھس گِھس چندن لگانا ہے
توبہ توبہ حیدؔر دور سجن سے جینا کیا ہے بس مرجانا ہے

ب، بھیناں آڈ دیکھاں کائی گالھ کھو اس رٹھڑے یار مناونے دی
اس لعل لبے نوں ہساونے دی اس متھے دے وَل کھلاونے دی
اس بھڑکی بھاہ بجھاونے دی تے بجلی دے وانگ ہساونے دی
تیغ دُھر میانوں ٹھگن دی کیویں آئی دے موہنوں بچاونے دی
سُتی سیج تے ہیں متوالڑی، بھی یار مہر کیتی راتیں آونے دی
یار دل دل سدیا نام کرم سُن بات کریں من بھاونے دی
تیرے بھاگ سہاگ جگاونے دی تے کھول تنی گل لاونے دی
ہیں اُبھڑ ولے پچھو کی اٹھی تقصیر کھیٹی پچھلا ونے دی
حیدر آکھ اس یار دے بیلی نوں کائی گالھ کرے بخشاونے دی

پ پڑھی کتاب حسن تیرے دی رہے قرآن سیپارے
نظروں الف کیتیو سے ظاہر ب ت سبھ وسارے
ب، ت اُتے زیراں وے حیدر سبھو کوڑ پسارے

ب بہتا دیکھو بات کوئی وہ روٹھا یار منانے کی
اس لعل سے لب کو ہنسانے کی، ماتھے کے بل کو ہٹانے کی
یہ بھڑکی آگ بجھانے کی بجلی کی طرح سے ہنسانے کی
ہاتھوں سے تیغ اڑانے کی اور موت کے موںہہ سے بچانے کی
میں سوئی سیج پہ متوالی، کی زحمت یار نے آنے کی
کیا پیارے پیارے نام لیے تو بات کرے من بھانے کی
ترے بند قبا کے کھولنے کی ترے بھاگ سہاگ جگانے کی
حیرت کی ماری میں اٹھ بیٹھی لغزش ہوئی دیر لگانے کی
حیدر اس یار کے یار سے کہہ مری بات کرے بخشانے کی

پڑھی کتاب حسن تو بھولے سب قرآن سپارے
نظر سے ظاہر الف کیا تھا ب ت بھولے سارے
ب ت پر زیریں تھیں حیدر سارے گوڑ پسارے

ب بھیناں ہیرے ہیرے کر آکھو نہیں اور نہ رانجھن بھاؤندی اے
دور دور بھیناں مینڈے کول نہ آؤ مینڈے یار نوں غیرت آوندی اے
بھیناں ویرا ویرا کر گاؤ تسیں ہیر بیلی وے بیلی گاؤندی اے
بھیناں واہناں دے وچ نہاؤ تسیں ہیر کپڑ دے وچ نہاؤندی اے
بھیناں کنڈھیاں تے تسیں جھمر پاؤ، ہیرے پندھ جھناں دی اے
چھنے چوریاں دے کٹ کھاؤ تسیں ہیرے تھمن گھیریاں کھاؤندی اے
ہیر اپنا ناؤں نہ چاہے حیدر عاشق اپنے یار دے ناؤں دی اے

ب باغ بہشت بھی تجھ بن یار وے اساں سوہناں تاں گلزار نہیں
اساں ساریاں سوز فراق ستا وے بھاہ دا ایہہ بھڑکار نہیں
ول دل ڈنگے زلف سیاہ سے مار دی سوہنا وت تار نہیں
ہر دل دے وچ سوز دا قیدی ولاوندا کوئی شمار نہیں

ب بہنائمت ہیرؔ بنو رانجھن کو ایک ہی بھاتی ہے
تم دور رہو، مت پاس آؤ، میرے یار کو غیرت آتی ہے
بہنا تم بھائی بھائی کہو ہیرؔ بیلی وے بیلی گاتی ہے
پایاب جہاں ہے تمہارا ہے، منجدھار میں ہیرؔ نہاتی ہے
ساحل ساحل جھومر ڈالو، ہیر نخیدھر جھناں کہلاتی ہے
تم جاؤ چوری کھاؤنا، ہیرؔ گھمن گھیریاں کھاتی ہے
حیدرؔ ہیر کو نام منظور نہیں رانجھن رانجھن کہلاتی ہے

باغ بہشت میں تو جو نہیں پھر وہ کوئی گلزار نہیں
سوز فراق میں ایسی تیزی آگ میں وہ بھڑکار نہیں
زلفِ سیاہ یوں ڈستی ہے ایسے ڈستے کئی سو مار نہیں
دل ہے درد کا بندی خانہ، قیدی کی پکار؟ شمار نہیں

بھیناں ماریاں خودی یار دی تے وسے ہک ویہڑے دل دیکھے نہیں
ہیں آرسی آں ہتھ یار دے دیکھے اوہ آپ نوں ہیں دل دیکھے نہیں
دیکھے اپنا باغ بہار، اساں دل دیکھدا بھُل دیکھے نہیں
جویں نکی اکھیں تے مارے دل وچ اکھیاں نوں بھُل دیکھے نہیں
میڈے اندر باہر اوہو اوہو عشم وی ہیں دل دیکھے نہیں
کنتھوں سنیں کوک آرسی دی جیہڑا تیغ نگاہ جھل دیکھے نہیں
متھے تے دل پائیو سو حیدر ہیں دل بھی کل دیکھے نہیں

اتا گزیدہ ہوں اس یار کا جو بستا ہے
اس ایک گھر میں مگر مجھ کو دیکھتا بھی نہیں
میں دستِ یار میں اک آرسی کی صورت ہوں
وہ خود نگر ہے عجب اور جانتا بھی نہیں
وہ اپنی فصلِ گل و لالہ پر ہی نازاں ہے
ہمیں سے ایسا تغافل کہ بھولتا بھی نہیں
نگاہِ گرم کہ دل میں اتر گئی ہے مگر
وہ غیر چشم بنا ہے کہ دیکھتا بھی نہیں
میں دیکھتی ہوں تو اندر بھی وہ ہے باہر بھی
مگر کچھ ایسے کہ مجھ کو وہ جانتا بھی نہیں
کہاں سنے گا پکاریں وہ آرسی والی
وجودِ آئینہ کو وہ تو مانتا بھی نہیں
شکن شکن ہے جبیں اس کی اے علی حیدر
نہ آج اور نہ کل مجھ کو بھاتا بھی نہیں

ب بھیناں وجیا مارو عشق اودے دا دھم تروار دا وار تھیا
کیا ساحری عشق اولڑا ظالم قطرہ پانی دا تار تھیا
شپ شپ تیغاں دی ٹھاہ ٹھاہ ٹھاٹھیں دی کپڑ دا کڑکار تھیا
سانگ دی تاہنگ نوں ٹھلیا حیدر انشاءاللہ پار تھیا

ب بھنیاں کجھ نہ چو کھا یار بناں کجھ تھیونے دا کوئی سار نہیں
اس جگ جگ جیون جوگے بناں اس جیونے دا کوئی سار نہیں
بن سوزن پلکاں ترکھیاں وا پھٹ سیونے دا کوئی سار نہیں
حیدر اپنے یار پیارے بناں مدھ پیونے دا کوئی سار نہیں

ب بلاق رنگیل سنہرا آہی لٹک رہی مرجان اُتے
یا کسی کاتب رکوع سی پایا سورہ الرحمٰن اُتے
یا صیاد لگائی پھاہی ہیں جیہے مرگ پھسان اُتے
حیدر حکم قتل دا سی لکھیا عاشق بے فرمان اُتے

قاتل عشق کی نوبت باجی یا تلوار کا وار ہوا
ساحر عشق کے دم سے قطرہ بحر ہوا، زخار ہوا
سن سن تیغیں ٹھاہ ٹھاہ موجیں کپڑ کا کڑکار ہوا
شوق تراز و دل میں ہوا تو حیدر بیڑا پار ہوا

بہنا اس یار بناں اپنے جینے کی کوئی صورت ہی نہیں
تو جگ جگ جی پر تیرے بناں جینے کی کوئی صورت ہی نہیں
ان مژگاں کے زخموں کی مگر سینے کی کوئی صورت ہی نہیں
حیدر نہ ہو یار جو محفل میں پینے کی کوئی صورت ہی نہیں

وہ رنگین بلاق سنہری لگے جوں مرجان
یا کاتب نے رکوع میں گھیری تھی سورہ رحمان
یا صیاد نے پھندا گاڑا مجھ کو آہو جان
ٹھہرا واجب قتل کے حیدر عاشق نافرمان

ب بابل اساڈے نے ونج وہاجیا مجھیں بھی گھنیاں لیاں لیاں
کرڑکن کاہ کرڑکن بیلے شیر ُبکّن وچ لسیاں لیاں
ادھی راتیں کوُڑے سوتے جھل بیلے وچ پیاں پیاں
کِسے ہور بھی عشق کمایا وے حیدرؔ کہ چوری کیتی میاں میاں

ب بہت ملامتاں چھڈ موئیے جے کر یار دی حاضری لوڑنی ایں
نالے شرم حیا دی لج رکھیں نالے نین نیناں نال جوڑنی ایں
دل چاہوندا ای گلے لگنے نوں نالے گھنڈ کڈھیں مکھ موڑنی ایں
علی حیدر کہندا پرے ونج موئیے کاہنوں عاشقاں دے دل توڑنی ایں

ب بھیناں وَیر سجن دی بھی کیہی قیامت جے اُن مزید قیامت بھی
وچ سِلسلے زلفِ سیاہ دے لڑھکن سے خورشید قیامت بھی
جے وعدہ وصال محشر دا ہووے گھنڈ دیوے دید قیامت بھی
حیدرؔ دلبر نیڑے وسّے من حبل الورید قیامت بھی

کیا سودا بابل نے کیا چرواہا بن گیا رانجھا
اک گونجے گرداب بلا، شیروں سے بیلہ گونجا
آدھی رات کو گہری نیند میں ہوں اور یہ بیلہ
حیدرؔ عشق کما دیکھا، چوری کا نہیں یہ سودا

بھول جا موئی ملامتوں کو گر یار کی حاضری لوڑتی ہے
لاج شرم و حیا کی رکھتی ہے اور نین نینوں سے جوڑتی ہے
دل چاہتا ہے گلے ملنے کو، گھونگھٹ ڈال کے مکھ کو موڑتی ہے
کہے علی حیدرؔ، جا مر پرے، کا ہے عاشقوں کے دل توڑتی ہے

ب بہنا بیر ہے ساجن کا کہ حشر مزید قیامت اور
اور زلفِ سیاہ کے سائے میں ہیں سو خورشید قیامت اور
گر وصل کا وعدہ حشر کا ہے گھونگھٹ میں ہے دید قیامت اور
حیدرؔ دلبر تو پاس بسے، مِن حبل الورید قیامت اور

ب باہج تیرے کون بھاج کرے تینڈے اگڑے کون وسیلڑا ای
تینڈے باہج میں تاں نت کھڑی رہاں رنگ تیرڑا سانولا پیلڑا ای
کر باہوڑی تے سُن کوک مینڈی، مینڈی پسلی دے مڈھ ویلڑا ای
حیدر یار ملے تاں میں جیواں، دارو جیونے دا ایہا حیلڑا ای

ب باہجوں رنگ دے رنگ لائے ایس رنگ بھی اوس نوں رنگ لیا
مہندی دے ہتھ رنگ تھیا اُس، اوس دے ہتھوں منگ لیا
ہُن رنگ بھی اے کِسے ڈھنگ پیا جے ڈھنگ نے نوشہ انگ لیا
حیدر منگ نہ سنگ سجن توں لعلاں دا رنگ، جو سنگ لیا

ب بابت عشقِ ستم دی کر دے ظالم لکھن والڑے نی
خط اتے سر دپا سنہری کن سونے دے والڑے نی
زلف دی رات کنوں چل کنڈلی کِلی گھت وکھالڑے نی
حیدر مشکیں والاں والے غیر دے اکھر والڑے نی

بن ترے کون دل رکھتا ہے بڑا تجھ سے کون وسیلہ ہے
بن تیرے میں بے حال رہوں، رنگ لال سیاہ اور پیلا ہے
اب آ بھی جا، سن کوک مری، بس چلنے کا میرا ویلا ہے
حیدرؔ یار ملے تو میں جی جاؤں یہی زیست کا دار وحیلہ ہے

بناں رنگ کے رنگ دکھا ڈالے اس رنگ نے اس کو رنگ لیا
کیا مہندی ہے، اس نے رنگ سارا اس کے ہاتھوں سے منگ لیا
یہ رنگ بھی ایسے ڈھنگ کا ہو جس ڈھنگ سے نوشہ انگ لیا
مانگو لبِ لعل سے جھجکو نہیں، پتھر نے بھی اس سے رنگ لیا

عشقِ ستم تقدیر میں لکھ دی ظالم لکھنے والے
خط پہ سنہری چیرا کان میں ہیں سونے کے بالے
زلف کی رات سے جل کر بجلی کنڈلی مار دکھالے
حیدرؔ غیروں کی تقدیر میں مشکیں بالوں والے

ب بھیناں تسیں آکھو نہیں چوچک تا ہیں واسطہ مولا پاک دالے
یس وَت ڈنگیاں برہوں رانجھن وے کھیڑے دا ناؤں کواک دالے
کھیڑے دے نال نہ بندی اے میری رانجھن لائق مساک دالے
پیوند کارن ساک کچیون پیوند وَت حق چاک دالے
کھیڑے دا ساک ناپاک نی بھیناں ایہہ وت ساک عراک دالے
نوں بھی ناؤں خدا وے آکھ دے حیدر ے وت سہرا ساک دالے

سب بہنا، چوچک سے کہو اسے واسطہ ربّ رسولؐ کا دو
میں روزِ ازل سے رانجھن کی میرے سامنے کھیڑے کا نام نہ لو
کھیڑے سے میری ان بن ہے، رانجھن سے میرا رشتہ ہو
یہ رشتہ تعلق پیوند ہے، حق سچ تو پھر اس چاک کی ہو!
ناپاک یہ جوڑ ہے کھیڑے کا، بہنا یہ بات تو تم بھی کہو!
حیدرؔ رانجھن سر سہرا ہو اب نامِ خدا تم بھی بولو!

ت تینڈے باغ بہار گلستاں سے ہک ڈنگڑا کنڈڑا ایہہ بھی سہی
تیرے بازاں باغاں آہلنیاں سے ہک چڑی دا آنڈڑا ایہہ بھی سہی
تیرے مہیں منگواں ڈاچیاں سے ہک بھیڈاں دا ترنڈڑا ایہہ بھی سہی
تیرے ترکیاں تازیاں ہاتھیاں سے ہک خر منڈڑا ایہہ بھی سہی
تیرے زاہد عالم فاضل سے ہک مسخرا بھنڈڑا ایہہ بھی سہی
تیرے کنچن طائفے تھیا تھیا ہک منڈڑا تنڈڑا ایہہ بھی سہی
تیرے شیراں دے گل سنگل وے حیدر ہک کتے نوں ڈنڈڑا ایہہ بھی سہی

ت تینڈیاں گالھیں دے نال نوازے آواں باہر آئی ایہا باہر آئی
آ وے سورج نال نہ ذرّہ ساواں باہر آئی ایہا باہر آئی
کیویں رُٹھا یار ہیں پھیر مناواں باہر آئی ایہا باہر آئی
دیوے ذرّہ دے سِر سورج لاواں باہر آئی ایہا باہر آئی
کھول تنی بیلی سینے لاواں باھـ آئی ایہا باہر آئی

تیرے باغ بہار گلستاں میں، اک ڈنگرڑا کنڈڑا یہ بھی سہی
تیرے باغ میں آہلنے بازوں کے، چڑیا کا آنڈڑا یہ بھی سہی
تیرے گلّے ڈاچیوں بھینسوں کے، بھیڑوں کا ترنڈڑا یہ بھی سہی
تیرے ترکیوں، تازیوں، ہاتھیوں میں اک ٹٹو ہے منڈڑا یہ بھی سہی
تیرے زاہدوں، عالموں، فاضلوں میں اک مسخرا بھنڈڑا یہ بھی سہی
تیرے طائفے ناچیں تھیّا تھیّا اک منڈڑا تنڈڑا یہ بھی سہی
تیرے شیروں کو زنجیر پڑی کتے کو ڈنڈڑا یہ بھی سہی

تری بات کے سامنے اڑ جاؤں یہ باہر آئی یہی بات ہے باہر آئی
ذرّہ سورج کے برابر کیوں یہ باہر آئی یہی بات ہے باہر آئی
جو روٹھے ہیں یار منا لاؤں یہ باہر آئی یہی بات ہے باہر آئی
دیوے پر سورج ٹانک نہ لوں یہ باہر آئی یہی بات ہے باہر آئی
تنی کھول گلے سے لگا بھی لوں یہ باہر آئی یہی بات ہے باہر آئی

ت تینڈی گولی بلی بہت پھلی ہیں لائق تینڈڑے سنگ بھی نہ !
تینڈے باغ بہشتاں بہت عجائب ہیں تاں لائق تینڈڑے انگ بھی نہ
توں آپے بخشیں لعلاں دی تسبیح ہیں تاں لائق تینڈڑے لنگ بھی نہ
توں کیتی عنایت آپ صفا حیدر لائق ملنگ بھی نہ

ت توں ہیں اج بھی کل بھی توں ہیں بھلکے پرسوں بھی توں ہیں توں ہیں
اسیں اگے بھی کجھ نہیں ہن بھی کجھ نہیں وت پرسوں بھی توں ہیں توں ہیں
تجھ بن رنگ محل حویلیاں کیا کجھ کرسوں بھی توں ہیں توں ہیں
آکھ حیدر شمع نوں تتی پروانہ سرسوں سرسوں بھی توں ہیں توں ہیں

ت تاریا لاریاں تینڈیاں نیں میںوں لاریاں کاریاں ماریاں نی
ہیر جیہیاں سے گولیاں گھولیاں صدقے کیتیاں تیتھوں واریاں نی
چوپڑ مار تروڑ نہ پاسے پا سے دتیاں ہڈیاں ساریاں نی
حیدر کون کھڈاری آں تیتھوں اساں جتیاں بازیاں ہاریاں نی

باندی ہوں سراسر تیری پر میں لائق تیرے سنگ نہیں
بے مثل ہیں باغ بہشت ترے میں لائق تیرے انگ نہیں
لعلوں کی تسبیح تو بخشے ہیں لائق تیرے ڈھنگ نہیں
ہے تیری عنایت حیدرؔ پر اس لائق تو وہ ملنگ نہیں

تب تو تھا کل بھی آج بھی تو پھر کل بھی تو پرسوں بھی تو تو ہے تو ہے
ہم کچھ بھی نہ تھے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتے نہیں ہم کچھ بھی کبھو تو ہے تو ہے
تجھ بن کیا کریں گے رنگ محل یہ ماڑیاں پھیلی چاروں سُو تو ہے تو ہے
حیدرؔ جا کہہ دے شمعوں سے پروانہ بنیں آئیں رُو برُو تو ہے تو ہے

ترے نِت نِت کے لارے وعدے مجھ بے بس کو تو مار گئے
سو ہیرؔ سے باندے بردے تھے جو تجھ پر جان کو وار گئے
کیوں اب چوپڑ سے مارتے ہو ڈھانچ ہڈیوں کے بیکار گئے
ہم کون کھلاڑی تھے، تجھ سے جو جیتی بازی ھار گئے

ت　تسبیح پڑھیندیاں اکھیں میندڑیاں ہنجو منکے لالڑیاں
ورد وظیفے میندڑے تیندڑیاں مِٹھیاں مِٹھیاں گالھڑیاں
بوندیاں بند کیتا دل میندڑا تے کمند سنہری والڑیاں
حیدؔر میں تسبیحاں پڑھیاں پھاہیاں مُلاں والڑیاں

ت　تکرار سبق دا کیہا اساں سیالیں جٹیاں نوں
پٹیاں لکھ لکھ دے نہ مُلاں اساں پریم دیاں پھٹیاں نوں
پھٹیاں اُتے حرف پڑھاں کہ گُھٹ گُھٹ بنھاں پٹیاں نوں
حیدؔر آکھ تاں سُٹ گھتاں ایہناں کلکاں کانیاں کٹیاں نوں

ت　تلوار نگاہ نیناں دی پلکاں تیر خدنگ دے نی
مورچے نہفتن پینیاں دے تے غمزے تیر تفنگ دے نی
ایہہ ایرانی نادر ظالم کوہنیوں مول نہ سنگدے نی
میندڑے دل دی دلّی لٹی حیدؔر ہور کیہہ ساتھوں منگدے نی

تسبیح تیری پڑھتے پڑھتے آنکھ سے لعل بہے
میٹھی میٹھی باتیں تیری وردِ وظیفے میرے
دل اشکوں سے بند ہوا، زلفوں کی کمند پڑے
حیدرؔ کیا تسبیح پڑھی مُلا کے دار چڑھے

ت تکرار سبق پہ نہ کر تو ہم سی سیالن جٹیوں سے
مُلا ہم تو پریم کی ماری، کیا لینا ان پٹیوں سے
پھٹیوں پر سے حرف پڑھیں یا باندھیں زخم کو پٹیوں سے
حیدرؔ قلم دوات کو پھینکیں کہہ دے تو ان جٹیوں سے

ت تلوار نگاہ نینوں کی پلکیں تیر خدنگ
مورچے باندھ چلائیں مژگاں غمزے، تیر، تفنگ
یہ ایرانی نادر ظالم قتل کے سارے ڈھنگ
دل کی دلی لوٹ لی حیدرؔ اب کیا ہم سے منگ

ث ثواب بابا پاندھی مرا دیوسنیہا
میںڈا پٹ پابڑی پیا گھائی کھالیہا
جند لباں تے اٹکی تاں ونت علاج کیہا
او تھے حال حال کرنا ویکھ حال ادیہا
جیہا آپ وے سوہنیا کر فضل اجیہا
علی حیدر اینویں بھاوے یار جے ایہا

ث ثابت صدق اساڈڑا اے تینڈے جیؤدی خبر نہ کا رانجھا
مجھیں چھیڑ کے جھل دے وچ سائیاں تے ہیر نمانی دے آرا نجھا
ونت چھیڑ کے مرلی وحدت والی تے گاون سوہنے گا رانجھا
علی حیدر بیٹھ تماشڑا ویکھے تے دُھتڑا یار منا رانجھا

ث ثابت دین اساڈڑا ای کیوں رانجھے دا عہد پچھان نہیں
دھاں دھاں دمامڑا عشق والا میکوں لیلیٰ دے وانگ وجان نہیں

ث ثواب کما قاصد جا دے میرا پیغام
جسم کا ریشم ٹکڑے ٹکڑے پاس آیا انجام
کون دوا دارو جب ہونے کو ہے کام تمام
بما کرنا فریاد بتانا میرا حال تمام
ویسا ہی فضل ہو مجھ پر جیسے تم ہو ماہِ تمام
حیدر اب منظور ہیں مجھ کو یار کے سب احکام

ث ثابت صدق ہمارا ہے ترے من کا نہیں ہے پتہ رانجھا
گلّہ مالکا چھوڑ کے جنگل میں پاس ہیر سمانی کے آ رانجھا
مُرلی وحدت والی چھیڑ کے تو سوہنے نغمے گیت سنا رانجھا
علی حیدر بیٹھ تماشہ دیکھے تو روٹھا یار منا رانجھا

ث ثابت دین ہمارا ہے کیوں رانجھے کا عہد پہچان نہیں
دھاں دھاں دمامڑا عشق والا لیلیٰ صفت مجھ پر مہربان نہیں

مینوں ایس میدان رُلا تو ڑے کیوں مجنوں دے وانگ پچھان نہیں
علی حیدر یار پیار ڑے نوں مجلس وچ مینڈے ول دھیان نہیں

مجھے اس میداں میں اترنے دے صورت مجنوں کی مجھے پہچان نہیں
علی حیدر یار پیارے کا سرِ محفل مجھ پر کوئی دھیان نہیں

جحخ

ج جے درد اساڈڑے دا واقف نہیں تاں ویکھ وے تینگر آرسی نوں
ویکھاں کیا کجھ تھیا دل نوں کیا کجھ برسہ آرسی نوں
جے چڑھیں جہاز تکے نوں، مکھ کر صورت بندر آرسی نوں
پوے واؤ مخالف، تھکن ٹھاٹھیں، کرکن کیتہ آرسی نوں
تاں وت حال اساڈڑا جانیں، گھتیں لنگر آرسی نوں
پر بھڑک لگی متاں تر کھڑی، آتش ویکھ نہ دلبر آرسی نوں
اس سنگیں دل دے کارن دلبر جگمگ نہ کر آرسی نوں
جے آپ نوں ویکھیں تاں وت آکھیں سچ او حیدر آرسی نوں

ج جو کجھ لکھیا مٹے ناہیں پڑھن بھی اوس دے ہتھ وَلے
لکھے حرف قاعدے وانگ بولیندے کتنے بھتھ وَلے
اہے پاسے لکھیا خط کرے، جے سائیں الٹ پلٹ وَلے
توڑے پتھر وچ لکھن اکر اکر کنڈھے وت وَلے

جانو نہیں درد ہمارا تو پھر دیکھ لو ننگر آرسی کو
جو جو اس دل پر گذری ہے دیکھو وہ نین بھر آرسی کو
مکّے کے جہاز پر چڑھ بیٹھو مکھ دیکھ لو بندر آرسی کو
جب بادِ مخالف زور کرے موجوں کے بھنور کر آرسی کو
تب حال ہمارا جانو گے، ڈالو گے لنگر آرسی کو
کہیں شعلے سے جل جاؤ نہیں مت دیکھو دلبر آرسی کو
اس سنگدل کی خاطر دلبر نہ جگمگ تو کر آرسی کو
گر دیکھ لو اپنے آپ کو تم، کہو سچّا حیدؔر آرسی کو

مٹ نہیں سکتا جو لکھا ہے لیکن گر وہ فضل کرے
لکھے مطابق اس جیون کے پندھ سے لاکھوں گذر گئے
لکھنے والا چاہے مقدر، پتھر میں بھی نقش کرے
دھرے کا دھرا نوشتہ رہ جائے گر سائیں مہر کرے

ج جھڑمریاں جھوکاں جھڑمریاں، جھڑمریاں جھوکاں جھڑ مریاں
گھروِ آن لباس وٹاٹے رنگ وٹاٹے کڑیاں جھوکاں جھڑ مریاں
ہیچ موئے، سر برے ہوئے، جیٹّ نوکاں اڑیاں جھوکاں جھڑ مریاں
نہ اوہ کجل مسواک نہ مہندی نہ لونگاں دیاں پڑیاں جھوکاں جھڑ مریاں
سُکی نار نہ ہووے ساوی گھت گھت بھی پڑھیاں جھوکاں جھڑ مریاں
جے رَج کھاوَں تاں بھار گھنیر ایپٹ گُبکیندیاں نڑیاں جھوکاں جھڑ مریاں
تارے گِندیاں رات وہانی، اکھیں مول نہ جڑیاں جھوکاں جھڑ مریاں
ایہہ دل چاہے مجلس کیجے، ہون نہ دیون کڑیاں جھوکاں جھڑ مریاں
حیدر بولیا کسِے نہ بھاوے نہ کر گلاں اڑیاں جھوکاں جھڑ مریاں

ج جے درشن باہج نہ ہووے یاری تاں جندڑے نال پیار کیہا
جے دوست نہیں جِس جند سواری تاں جندڑے نال پیار کیہا
جے جِند دی جِند نہ ہووے پیاری تاں جِندڑے نال پیار کیہا
جے حیدر یار تھوں جِند نہ واری تاں جِندڑے نال پیار کیہا

رَج جھڑمریاں، جھوکاں جھڑمریاں، جھڑمریاں جھوکاں جھڑمریاں
گبھرو آن لباس بدل لیں، رنگ بدل لیں کڑیاں جھوکاں جھڑمریاں
آئے لوگ گئے مر کھپ کے، جبٹ کی آنکھیں اڑیاں جھوکاں جھڑمریاں
نہ کاجل، مسواک نہ مہندی، نہ لونگوں کی پڑیاں جھوکاں جھڑمریاں
سکی نار نہ ہوئے ساوی سو سو دیں اسے پڑیاں جھوکاں جھڑمریاں
رَج کھائیں تو بھار گھنا ہے، پیٹ بکیندیاں نڑیاں جھوکاں جھڑمریاں
تارے گن گن رات گذاری آنکھیں نہ پل بھر جڑیاں جھوکاں جھڑمریاں
یہ دل چاہے مجلس کیجئے، ہونے نہ دیں کڑیاں جھوکاں جھڑمریاں
حیدر بولنا سب بیکار ہے، نہ کر گلاں اڑیاں جھوکاں جھڑمریاں

درشن بناں نہیں ہو یاری تو جند کے ساتھ پیار کہاں
یار نہیں جس جان سنواری تو جند کے ساتھ پیار کہاں
جند کو جند نہ ہو پیاری تو جند کے ساتھ پیار کہاں
حیدر یار پہ جند نہ واری تو جند کے ساتھ پیار کہاں

ج جے بات مٹھی شیریں، ہا سا شکر بھی توں ہی، توں ہی
جے ابرو کمان کہ پلکاں تیر کہ تیغِ نظر بھی توں ہی، توں ہی
جے سروِ دا قد کہ گل دا رنگ کہ بوٹے عطر بھی توں ہی، توں ہی
جے مسّی مسواک کہ پان دا بیڑا کہ مُشکِ اگر بھی توں ہی، توں ہی
جے باغ دا رُخ کہ بُو گلاں دی خال بھی بھنورا بھی توں ہی، توں ہی
جے لب دی قند کہ سونے دی نتھ کہ لعل و گہر بھی توں ہی، توں ہی
جے چیرا سنہری کہ دکھنی جامۂ زریں کمر بھی توں ہی، توں ہی
جے لٹ لیا دل حیدر دا اس شوخ پسر بھی توں ہی، توں ہی

ج جمال تساڈے دی سک سینے دے وچ اڑک رہی
ایہہ اڑک کیہی بھاہ تر کھڑی اے کھڑی سینے دے وچ بھڑک رہی
لاٹ چراغ تساڈڑے دی میںنوں بجلی دے وانگ کڑک رہی
حیدر توپ برہوں دی چھٹی آ، اجن چیت تڑک رہی

یہ شیریں سُخنی بھی ، اور ہنسی مین شکر بھی تُو ہے تُو ہے
ابرو کمان کہ پلکیں تیر کہ تیغِ نظر بھی تُو ہے تُو ہے
سرو سا قد کہ گل کا رنگ کہ بوئے عطر بھی تُو ہے تُو ہے
یہ مسی مسواک کہ پان کہ مُشک اگر بھی تُو ہے تُو ہے
باغ کا رُخ کہ بو پھولوں کی خال بھی اور بھنور بھی تُو ہے تُو ہے
لب کی قند، سونے کی نتھ کہ لعل و گہر بھی تُو ہے تُو ہے
سر پہ سنہری چیرا کہ دکھنی جامہ زیر کمر بھی تُو ہے تو ہے
لوٹ لیا دل حیدر کا اس شوخ پسر بھی تُو ہے تو ہے

جو جمال تیرے کی سِک سینے میں میرے اڑک رہی
سِک کیسی ہے آتشِ تیز کہ سینے میں جو بھڑک رہی
تیرے چراغ کی لَو ہے یا بجلی جو مجھ پر کڑک رہی
حیدر ہجر کی توپ چھٹی ہے، اک دم ہی وہ کڑک رہی

ج جھبدے قاتل مار نہیں ٹُک ویکھن دے رخِ انور نوں
تینوں پلکاں ترکھیاں کڈھیاں دی سونہہ موڑ ذرا اک خنجر نوں
ایہہ اقرب حبل الورید کر پڑھیا مونہہ رکھ دل جدھر نوں
مینوں چھوڑ نہ جا ہکلیاں جندڑی، پھڑکن دیویں شہ پر توں
بن تکبیر نہ واہ وے کاتی کر یاد اللہ اکبر نوں
ہوندیاں وس نہ رہناں ساتھوں لے اُڈناں لے حیدر نوں

ج جے سر چاہے ڈھولن مینڈا سر اتے سر سر دیونا اے
بھیناں زہر پیالہ رانجھن والا امبر س کر کر پیونا اے
اُس چاک کیتا سینہ چاک بھیناں چاک نہ سیونا، سیونا اے
ایہہ ہار سنگار تے خاصے دا بھوچھن لہو دے نال بھیونا اے
جے دل دل جیواں، یار تھوں حیدر دل دل گھول گھتیونا اے

قاتل اک پل تو ٹھہر ذرا مجھے دیکھنے دے وہ رخِ انور
تجھے قسم ہے اپنی پلکوں کی ذرا روک لے اک پل کو خنجر
یہ اقرب حبل ورید پڑھوں رُخ کر لوں دل کا رخ ہے جدھر
مجھے تنہا چھوڑ کے مت جانا مرے شہ پر دیکھنا خاک بسر
جب چھُری چلے تکبیر پڑھو کر و یاد، کہو اللہ اکبر
ہے دم میں دم تو ساتھ رہوں، مجھے ساتھ اڑے لے جا حیدرؔ

سر چاہے ڈھولن گر میرا سر تو برابر دیونا ہے
زہر پیالہ رانجھن والا، امبرس کر کے پیونا ہے
چاک نے سینہ چاک کیا یہ چاک نہ، بہنا سیونا ہے
ہار سنگار اور خاص ردا کو اپنے لہو میں بھیونا ہے
جتنی بار جیوں حیدرؔ مجھے یار پہ گھول گھتیونا ہے

ج جُگ جُگ جیواں، جُگ جُگ تھیواں جگ پیارے دے نال کدی
آن لگی جند، چھکاں پوین، آ پیا ریا سرت سنبھال کدی
اسیں پیا سے تسا ڈڑے پا سے دے پاسا اساں ول ڈھال کدی
سا ڑیاں وانگ نہ سُٹ پا سے، حیدر پا سے بھی جال کدی

ج جوگی میاں سچ آکھ دیکھاں کدی یار مینڈا پھیر آ وسی بھی
ویکھ پتری اَتے کوار دیکھاں پھیر ساعت ہیں دِھر آ دسی بھی
آخر آئی جند وچھوڑے تھوں، سچ آکھ کدی آخر آ دسی بھی
اوس چندن رُکھ دا سایہ وے حیدر پھر مینڈڑے سر آ دسی بھی

ج چمے دی چھٹی بھائی ولیاں ہیں رانجھن یار داوَں
بلبل چھٹی پنجریوں، ہُن وسی گلزار داوَں
طوطی چھٹی قید کنوں ہُن وسی سبزہ زار داوَں
حیدر جھگڑے یار پیارا ولیاں اوسے یار داوَں

جگ جگ جی لوں، جیون کر لوں، یار سجن کے نال کبھی
موت سندیسہ آ پہنچا ہے، پیارے عمرت سنبھال کبھی
ہم پیاسے ترے درشن کے دیدار سے ہمیں اُجال کبھی
خاکستر تو نہیں ہیں حیدر، چھوڑ نہ ہم کو، جال کبھی

جوگی میاں تو سچ بتلا کبھی یار ہمارا آئے گا
دیکھ پتری مرے نصیب کی تو، وقت اس سے مجھے ملائے گا؟
جان لبوں پر آئی ہجر کارن، کہو جلوہ وہ کب دکھلائے گا
حیدر رُکھ چندن کا سایہ پھر کب میرے سر پہ آئے گا

جی چاہے کہ چھٹی بھائی جاؤں میں رانجھن یار کی اور
بلبل قیدِ قفس سے چھوٹی جائے گی گلزار کی اور
طوطی بھی آزاد ہوا، اب جائے سبزہ زار کی اور
حیدر جس جا یار کا ڈیرہ، میں جاؤں اس پار کی اور

ج جمال ایہناں سوہنیاں دا کوئی بھا اساڈڑے بھاہ تھیا
دود چراغ ایہناندڑا مینوں سینے اندر بھاہ تھیا
بھڑک لگی پروانے نوں ایہہ گھولیا چا سواہ تھیا
حیدر کیا پروانڑا تھا، سو موتوں بے پرواہ تھیا

ج جمال ان سیم تنوں کا، کیا جی کا جنجال ہوا
دُودِ چراغ یار سے بھڑکی آگ، یہ دل بے حال ہوا
پَل میں خاک ہوا پروانہ، شوق کا دیکھ کمال ہوا
حیدؔر موت سے بے پرواہ پروانے کا یہ وصال ہوا

ح حیاتی جے ہے دل آڈنا تُساں
بھی روک روک گلاں سناؤنا تُساں
مُکھ پائے جھاتی جیواؤنا تُساں
متادے دے گالھیں ہنساؤنا تُساں
میتاں کھول تنی گل لاؤنا تُساں
حیدر آکھ ذمہ میرا چاؤنا تُساں

ح حسن اُرنگدا ویکھ نہ پُھل اس بے رنگ یار جمیل دا ای
اوس رنگ کیتا کیا رنگ کیتا اوس گل چنبے را دیل دا ای
کیا اک قطرہِ مٹھا لگے او تھے چشمہ سلسبیل دا ای
ایہہ نیلی فلک بھی قطرہِ ہک اس دریا بے رنگ نیل دا ای
ایہہ موتی دانہ گُل تے حیدر قطرہ بے رنگ تریل دا ای

زندہ ہیں تو پھر بھی آؤ گے تم
رُک رُک کے بات سناؤ گے تم
جی جائیں گے جب تم آؤ گے
پھر دل کو سکوں پہنچاؤ گے تم
تنی کھول گلے سے لگاؤ گے
مرا بار بھی آپ اٹھاؤ گے تم

پھول کا رنگ نہ دیکھ یہ مظہر بے رنگ یار جمیل کا ہے
اس کے رنگا رنگ مظاہر، چشمے اور راویل کا ہے
ایک ہی قطرہ کیسا شیریں، وہاں چشمہ سلسبیل کا ہے
یہ نیلا آکاش بھی قطرہ، بے رنگ جوئے نیل کا ہے
پھولوں کی پتی پر موتی، یہ قطرہ بے رنگ تریل کا ہے

ح حیلڑے سبھ بنا رہی رُٹھا یار منیندڑا مول نہیں
بلبل وانگ میں گیت سنا رہی ایہہ تاں مول کھڑیندڑا پھول نہیں
ایس رستے توں میں سودھ رہی ہتھ آوندا عرض تے طول نہیں
علی حیدر اوہلے میں تک رہی اجے ہووندی عرض قبول نہیں

ح حیا ایمان کنوں اوہناں نیناں وا نِت بہانڑا اے
دل ویکھدے نیں شرم کنوں دل دین اُتے دیوانڑا اے!
آہی آب شراب دی مستی انہاندی بھی ایہہ مست میخانڑا اے
حیدر کھلا رَس مس گھُلیا ایہہ رند سیاہ مستانڑا اے

حیلے ہیں سبھی کر بیٹھی ہوں رُوٹھا یار تو مانے مول نہیں
بلبل کی طرح نغمے گاؤں، خوش ہوتا مگر یہ پھول نہیں
آں، راہ پہ چلتی جاتی ہوں پر اس کا عرض اور طول نہیں
علی حیدرؔ میں تو دیکھ چکی ابھی ہوتی عرض قبول نہیں

ح حیا ایمان تو ان نینوں کا نت کا بہانہ ہے
ان کی حیا کی ادا ایسی ہے دل ان کا دیوانہ ہے!
ان میں مستی شراب کی ہے، خود مست ہیں، یہ مے خانہ ہے
حیدرؔ ان میں کالا کاجل، یہ رندِ سیاہ، مستانہ ہے

خ — خوبی گال لطیف گھونگھٹ تھوں وے چھم چھمکارے بھی توں ای توں ای
کدھی چھک چھک دریا گھونگھٹ ڈھاندا ٹھاٹھیں مارے بھی توں ای توں ای
جے کرے بہار بھی گھونگھٹ، ہو کدھا گھنڈ اتارے بھی توں ای توں ای
جے سے ٹھاٹھیں دی گھنڈ کرے بھونبہ نظارے بھی توں ای توں ای
جے کرے خراب حباب نوں، دریا پھیر سنوارے بھی توں ای توں ای
کئی جگ ویہانیاں، مرزے ماریاں عشق دے نعرے بھی توں ای توں ای
مرزا یار نہ مارین، صاحباں کھڑی پکارے بھی توں ای توں ای
حیدر بادل دے وچ بجلی دے لشکارے بھی توں ای توں ای

خ — خون تھیا فرہاد نی بھیناں، ایہہ بھی شیریں ونگ کیتا
سوہا بانا مرزے تائیں کپ ویراں رنگ کیتا
چڑھ کے کپڑے نوشہ والے مار کے تیریں رنگ کیتا
حیدر یار دی بات نباتی جس ایہہ سبھ رنگ کیتا

وہ حسنِ لب و رخسار جو دے گھونگھٹ سے چھم چھمکارے تم ہو تم ہو
دریا جو کنارے، بند نقاب کے توڑے ٹھاٹھیں مارے تم ہو تم ہو
فصلِ بہار بنے گھونگھٹ، گھونگھٹ وہ کس کا اتارے تم ہو تم ہو
جو سو لہروں کو پردے کرے، پھر بھی نہ چھپیں نظارے تم ہو تم ہو
کئی جگ بیتے گذرے جب مرزے عشق کے نعرے مارے تم ہو تم ہو
مت مار و مرے مرزے یار کو صاحباں کھڑی پکارے تم ہو تم ہو
حیدر بادل اور بادل میں ہیں بجلی کے لشکارے تم ہو تم ہو

خون ہوا فرہاد نی بہنا کیا شیریں نے ڈھنگ کیا
مرزے کے سوہے جوڑے کو خاک اور خون میں رنگ دیا
عشق کی سولی چڑھ کر لگائے تیر، یہ کیسا ڈھنگ کیا
سارے سخن اس بار کے ہیں جس ڈھنگ سے سب کو دنگ کیا

خ خوبی بے رنگ یار لطیف دی بھی ایہناں دے وچ رنگ کرے
شاہد مطلق بے حد یار نوں بھی ایہہ جامہ رنگ دا ننگ کرے
سو سٹر نہ پوے پروانہ گھولیا شمع جے ایس تھوں سنگ کرے
کیوں فانوس دا برقعہ پھیرے بھاہ صدقہ چا پتنگ کرے
ہووے تیغ دی بے رنگ آب تے تیں مینڈے زخم کنوں انگ انگ کرے
حال دے حیدر رہا ہو ڑیس آ، پچھ واسطہ کیا کیوں جنگ کرے

خ خوبی ایہناں خوبصورتاں دی بھی خوبی اوسے دلدار دی اے
اس آپ نہ رنگ تے خوبیاں رنگیں ایہہ بھی خوبی اس یار دی اے
جیویں بُو گلاں تے رنگ گلاں دا بھی خوبی جوشِ بہار دی اے
یا بے چوں ہار سنگار دی اے یا بے چوں لعلاں دے ہار دی اے
یا تیغ دی بے رنگ آب اکھیں دے خون دیاں موجاں مار دی اے
یا بے رنگ حیدر رنگ کرے کیا گرمی ایس بازار دی اے

رخ خوبی بے رنگ یار کی ہے جو ان کو رنگا رنگ کرے
اس مطلق بے حد یار کو بھی یہ جامۂ رنگ کہ تنگ کرے
کیونکر پروانہ جل جائے، جب شمع نہ اس کا سنگ کرے
فانوس کا برقعہ جب ہے پھر صدقے کیا یہ پتنگ کرے
ہو سرخ یہ تیغِ بے رنگ بھی، جب زخمی میرے انگ کرے
فریاد ہے حیدرؔ پوچھ اس سے کس کارن مجھ سے جنگ کرے

رخ خوبی اہل حسن کی کیا یہ خوبی اس دلدار کی ہے
خود آپ نہ رنگ، یہ خوبیاں سب رنگین، یہ خوبی یار کی ہے
پھولوں کا رنگ بھی خوشبو بھی یہ خوبی جوشِ بہار کی ہے
یا بے چوں ہار سنگھار کی یا بے چوں لعلوں کے ہار کی ہے
اک موجۂ خون نظر آئی، شمشیر کی بے رنگ دھار کی ہے
کیا بے رنگ حیدرؔ رنگ کرے کیا گرمی اس بازار کی ہے

خ خدا دا واسطہ ای میینوں لاریاں لاریاں مار نہیں
کیوں وَت مڑ بھا اساڈڑے مُڑ بھالن دی تردار نہیں
کیوں گھبڑا ہا سامتھے تے وَل بجلی دا لشکار نہیں
حیدر یار جے الویں بھاوے تاں گولیاں نوں انکار نہیں

خ خدا اساڈا اہی ہے جے لوک کھیڑیاں دی دِھیر کرے
قاضی ہیں ویکھاں جے دیکھ کتاباں آدم کیا تدبیر کرے
ہیر تے رانجھے دا اِک وجود کیونکر کوئی دو چیر کرے
حیدر ساں نوں مان ہے کھیڑیاں دا اَتے رب دا آسرا ہیر کرے

خ خلق خدا دی علم پڑھدی سانوں ہکا مطالعہ یار دا اے
جنھاں کھول کے عشق کتاب ڈِٹھی صیغے صرف دے سبھ وسار دا اے
جنھاں یار دے ناں دا سبق پڑھیا ایتھے جا نہ صبر قرار دا اے
حیدر ملاں نوں فکر نماز دا اے ایہناں عاشقاں طلب دیدار دا اے

تجھے واسطہ ربِ کریم کا ہے مجھے وعدوں سے تو مار نہیں
تقدیر یہی گر اپنی ہے پھر لازم ہی تلوار نہیں
در پردہ ہنسی ماتھے پر بل کیا بجلی کا لشکار نہیں
حیدرؔ ہے یہی منظور اسے پھر باندیوں کو انکار نہیں

کھیڑوں کے سنگ خلقت ہے تو خدا نہ ہمیں دلگیر کرے
قاضی بھی آدم ہے کھول کتابیں کیا تدبیر کرے
ہیر اور رانجھا ایک وجود ہیں، کیوں کوئی دو، چیر کرے
ماں کو مان ہے کھیڑوں کا اور ربّ کا آسرا ہیر کرے

خ خلقِ خدا علوم پڑھ لے، ہمیں ایک مطالعہ یار کا ہے
دیکھا عشق صحیفہ کھول جس نے اسے صرف کا صیغہ بیکار کا ہے
سبق یار کے نام کا پڑھتے ہیں، انہیں کون مقام قرار کا ہے
حیدرؔ مُلّا کو فکر نماز کی ہے اور عاشق کو کام دیدار کا ہے

خ خوبی ایہناں خوبصورتاں دی چمکار ڑہ بے رنگ والڑا ای
ایہہ حسن جمال بھی بے رنگ دا ایہہ رنگ دا اینویں وکھالڑا ای
رنگ نہیں اس آب صفا دا رنگ نہ رنگ اینویں پیالڑا ای
نقش نہیں ایہہ نور چراغ دے اُتے چڑھیا اینویں جالڑا ای
علی حیدر پیندا ای صاف شراب ایہناں اکھیاں دا متوالڑا ای

خ خوش وسے اوہ دیس راوی جتھے وسدیاں کل کواریاں نی
گھڑا گھِن کے ڈھاکاں تے چاڑھن اوہ تاں دونیناں دیاں ماریاں نی
ونج ونج دے ننگر اچھیڑناہیں متّے آون اساڈیاں واریاں نی
اوڑک عشق کنوں حیدر کیہہ حاصل جیں جتیاں بازیاں ہاریاں نی

خ خوبی اہل حسن کی کیا چمکارہ بے رنگ والا ہے
یہ حسن و جمال اس بے رنگ کا بس یونہی ایک دکھالا ہے
اس آبِ صفا کا رنگ نہیں پر رنگا رنگ پیالہ ہے
یہ نورِ چراغ کے نقش نہیں، بنا ان پر تو اک جالا ہے
علی حیدر تو مدھ پیتا ہے، ان آنکھوں کا متوالا ہے

خ خوش بسے وہ دیس راوی جہاں رہتی سبھی کنواریاں ہیں
گھڑے رے متوالی چال چلیں وہ تو دو نینوں کی ماریاں ہیں
جا جا رے اپنی راہ لگ جا، ورنہ پھر تو ہماری ہی باریاں ہیں
حیدرا اس عشق سے کیا حاصل جس جیت کیے بازیاں ہاریاں ہیں

دذرز

د دین ایماں توں سمجھ آپے میرا دین بھی توں ایمان بھی توں
سکا سوہرا خویش قبیلڑا ساک بھی توں تے سین بھی توں
تیری کھڑ کھڑ توبت کھاڑ کریندی جھنڈا بھی توں تے نشان بھی توں
ترے لعل لباں اُتے مٹھڑا ہا سا شیریں بھی توں تے پان بھی توں

د درشن تیرے نے درس بھلائے ملاں، مفتیاں، قاضیاں نوں
صرفی، نحوی بھُل بھُل جاندے پڑھن مقارع ماضیاں نوں
خط تساڈے دے خط جوڈھیاں بھُلے بیاض بیاضیاں نوں
حیدر یار دے درشن کیتیاں بھُلے نفل نمازیاں نوں

د دل دا محرم رانجھا مینڈا کنھوں ہیں کوک سناونا ای
آلیاں دے اُتے جند کھلوتی آ پیاریا جے آونا ای
عمر وہائی کانگ اُڈیندیاں اوڑک پھیرا پاونا ای
حیدر دے سینہوڑا مینڈا مُجھ سوہنا مکھ وکھاونا ای

دین ایمان تو آپ سمجھ ، مرا دین بھی تو ایمان بھی تو
مرا سارا خویش قبیلہ تو سسرال بھی تو جی جان بھی تو
تری نوبت ہر دم باج رہی مرا پرچم تو ہے نشان بھی تو
ترے لعل لبوں پہ ہنسی میٹھی، مستی بھی تو ہے پان بھی تو

درشن تیرے درس بھلائے ملّا، مفتیوں، قاضیوں کو
صرفی نحوی بھول گئے سب پڑھیں مقامع ماضیوں کو
تیرے خط کو دیکھ کے بھول گئی ہے بیاض بیاضیوں کو
حیدر یار کا جلوہ دیکھ کے بھُولے نفل نمازیوں کو

دل کا محرم رانجھا ہے، پھر کس کو کُوک سنانا ہے
آئے لبوں پر سانس مرے، آ یار تجھے گر آنا ہے
کاگ اڑاتے عمر گذر گئی آ جاؤ اب جو آنا ہے
اب آ دُکھ دِکھلا جاؤ یہ پیام مرا پہنچانا ہے

د	دمامہ کُوچ دا اے ایہہ ساہ جو ویندڑا آوندا اے
کائی انہار جو دل وچ پیو سو دل ول جھاتی پاوندا اے
بھجدا اتے دھڑکدا سہندا اتے کھل وچ ساہ نہ ماوندا اے
حیدر گرمی عشقے دی ہوئی پکھڑا کون ہلاوندا اے

د	دھمال اساں کھیڈنا اے ہُن نچن لگی تے گھونگھٹ کیا
ولیاں بیلے بیلی والے ایہہ جُوہ گھر تھوں پنگھٹ کیا
جیتو اساڈا عشق تھوں گھر دا ایہناں طبیباں دا جھرمٹ کیا
گھونگھٹ کھیڈن، جھرمٹ کھیڈن پردے دے وچ لوپٹے کیا

دو ماہہ کوُچ کا ہے یہ سانس جو آتا جاتا ہے
دل میں مہر آئی اس کے جو پل پل جھلک دکھاتا ہے
دل میں دھڑکے، سانس میں مہکے، کھال میں نہیں سماتا ہے
حیدر گرمی عشق کی بڑھ گئی، پنکھا کون ہلاتا ہے

دو دھمال ہمیں کھیلنا ہے جب ناچے تو پھر گھونگھٹ کیا
جاؤں گی بیلے، بیلی والے یہ گھر کیا ہے یہ پنگھٹ کیا
عشق سے جی بیمار ہوا ہے طبیبوں کا پھر جھرمٹ کیا
گھونگھٹ میں جھرمٹ کھیلنا یا پردے میں کھیلنا لوپٹ کیا

ذ ذرّہ جلوہ گولڑی تینڈڑا ڈٹھا بُھل گئے سنسار دونویں
ہک موتی ہار ڈٹھا، بُھلے تسبیح تے زُنّار دونویں
ہیں لُٹ لئی تے لڑدے چھوڑے کافر تے دیندار دونویں
دوآں نیناں حیدر گھیر ماری اوہ دل تھوں پے پار دونویں

ذ ذرّہ نہ ترس تھاندڑے من وچ خوف خدا نہ لیاوندے نی
مینڈا اجل کلیجڑا ویندا جاندا اتے دس نہ کوئی پاؤندے نی
ملاں، قاضی، ہوہو راضی ان بن جو ڑ سناؤندے نی
علی حیدر مُلّاں مسئلے کر کر مینڈا من پرچاوندے نی

ذ ذکر تساڈڑا مٹھڑا اے میں نوں شکر قند نبات کنوں
گالھ مِٹھی مٹھڑی ڈھولن دی میں نوں مٹھڑی آبِ حیات کنوں
سیاں دے وچ سہاگن تھیواں جے کرم کرے اک رات کنوں
حیدر نوں جے چا نوازیں تاں دور نہیں تینڈڑی ذات کنوں

ذرے میں دیکھا جلوہ تو ہیں بھول گئے سنسار
وہ موتیوں والا ہار بُھلا گیا، تسبیح اور زنّار
ہاتھ لگی مرے، لڑتے چھوڑے کافر اور دیندار
حیدرؔ دو نینوں نے مل کر دل کو لیا ہے مار

اک ذرّہ نہ ترس کریں نہ خوف خدا کا کھاتے ہیں
مرا جلے کلیجہ ہردم پتہ نہ اس کا بتاتے ہیں
ملا، قاضی، ہو ہو راضی، ان بن جوڑ سناتے ہیں
حیدرؔ ملّا مسئلے کر کر، من میرا پرچاتے ہیں

ذکر تمہارا مجھ کو شیریں، شیریں قند نبات سے
بات تمہاری میٹھی ڈھولن، میٹھی آبِ حیات سے
سکھیوں میں میں سہاگن ہو جاؤں ترے کرم اک رات سے
تو جو نوازے حیدرؔ کو یہ دور نہیں تری ذات سے

ذ ذہن نہ سمجھے سوہنیاں نوں ایہہ نال اساڈڑے اَن بَن کیا
اس نیور پکڑے پیراں دے چھنکن اُتے چھن چھن کیا
تکل وچ طنبورے رکھن ناخن اُتے تَن تَن کیا
حیدر مینہ کرم دا وسے کِن کِن کیا اتے کِن کِن کیا

ذ ذکر تیرا دن رات میںنوں جویں حافظاں حفظ قرآن دلبر
تیرا ناں لیندا پھراں وچ گلیاں جویں پنڈتاں پوتھی پڑھان دلبر
تیری دید سعید ہے عید کولوں چندر مکھ ماہ ماہِ رمضان دلبر
روزہ بھن حیدر دے درشن دیکھ چند ہوواں شادمان دلبر

ان سوہنوں کی سمجھ نہ آئے ساتھ ہمارے اَن بَن کیا
نیور پہنے پیروں کو، جب جھٹکیں تو چھَن چھَن کیا
بُکل میں طنبورے رکھ لیں پھر ناخن پر تَن تَن کیا
حیدرؔ مینہ یہ کھُل کر برسے کِن کِن اور یہ کَن کَن کیا

ذکر ترا دن رات مجھے جوں حافظوں کو قرآں دلبر
جوں پنڈت پوتھی پڑھتے ہوں، ترا نام ہے وردِ زباں دلبر
تری دید ہے عید تو چند رکھ بڑھکر ہے مہِ رمضان دلبر
دے درشن حیدرؔ یار کو جو توڑے روزہ ہو شاداں دلبر

ر	راتیں جاگیں، جاگ پوے تیرا جاونا ہووسی وہیں وہیں
تو نہ بندرابن وچ موہن دے ول جاوناہووسی وہیں وہیں
جتھے مُرلی وجاوَنی او تھے آونا ہووسی وہیں وہیں
ایس سنہری چُوڑے نوں کھڑکاونا ہووسی وہیں وہیں
دانہ دانہ چندن ہار کھنڈاونا ہووسی وہیں وہیں
ایہہ ہار سنگار گھتے خاک ملاونا ہووسی وہیں وہیں
پکڑ بینسر، سنہری گانا جھکاونا ہووسی وہیں وہیں
پر آخر حیدرؔ کیسے نہ آ چھڑاونا ہووسی وہیں وہیں

ر	رکوع سجود اساڈڑا سبھ کجھ رانجھن یار داؤں
مونہہ مقابل قبلے دے ہووے دل وت اس دے پار داؤں
اوہ مونہہ مکّہ صورت کعبہ، حج اُسے دربار داؤں
علی حیدرؔ اکبر حج تھیا میں وچ مینا بازار داؤں

جاگتے رہنا، رات کو تیرا جانا ہوگا وہاں وہاں
بندرابن میں بھی تو نہیں تجھے جانا ہوگا وہاں وہاں
موہن مُرلی جہاں بجائے، آنا ہوگا وہاں وہاں
اسی سنہری مُچھوڑے کو، چھنکانا ہوگا وہاں وہاں
چندن ہار کا ہر دانہ بکھرانا ہوگا وہاں وہاں
ہار سنگار آخر مٹی میں ملانا ہوگا وہاں وہاں
بینسر اور گانا دونوں کو جھکانا ہوگا وہاں وہاں
حیدر کسی نے آکے نہیں چھڑانا ہوگا وہاں وہاں

ذکر رکوع سجود ہمارا سب کچھ رانجھن یار کا ہے
منہ قبلہ کے مقابل ہے پر دل کا رُخ اس پار کا ہے
منہ مکّہ وہ صورتِ کعبہ، حج اس کے دربار کا ہے
حیدر حجِ اکبر ہے، پھیرا مینا بازار کا ہے

ر رانجھا جے بیلے وَتے تے اکھیں کنوں بھی دور نہیں
سوہنیاں دے وچ اوہو ویکھاں تے حور پری منظور نہیں
آرسیاں وچ سوہنی صورت ہور بھی نہ جے حور نہیں
رنگ لباں بے رنگ اکھوے حیدر پر ایہہ بھی دستور نہیں

ر رحم لوی میندڑے حال دے اُتے جے دل تیندڑا سنگ نہیں
ہیں سانولی پیلڑی نیونہہ کنوں اتے کیسر دا ایہہ رنگ نہیں
کیوں وَت قاضی قرآن نہ چایا ای جے ہیر رانجھن دی منگ نہیں
علی حیدر قاضی کھی بُھلدا اے کوئی ہور ہیرے ناؤں جھنگ نہیں

ر رات وصال دی افضل میںنوں قدر اَتے شب برات کنوں
لعل لباں وچ مٹھڑا ہاسا جیہڑا مٹھڑا قند نبات کنوں
سخن مبارک تنگ دہن تھوں بہتر ہے آیات کنوں
آب زلال ڈھولن دا حیدر میںنوں اولیٰ آب حیات کنوں

رانجھا جو بیلے کو سدھارے آنکھوں سے تو دور نہیں
دلبروں میں بس اس کو چاہوں، حور پری منظور نہیں
آرسیوں میں سوہنی صورت اور نہیں گر حور نہیں
لعل لبوں کو بے رنگ کہہ دیں، حیدر یہ دستور نہیں

رحم آئے مرے حال پہ تجھ کو گر دل تیرا سنگ نہیں
میں سانولی پیلی ہو جاؤں پر کیسر کا یہ رنگ نہیں
قسم نہ کھائے کیوں قاضی گر ہیر رانجھن کی منگ نہیں
حیدر قاضی بھول گیا بن ہیر کے کوئی جھنگ نہیں

رات وصال کی افضل ہو گئی مجھ کو شبِ برات سے
لعل لبوں پر میٹھی ہنسی، مجھے میٹھی قند نبات سے
تنگ دہن کے سخن مبارک بہتر ہیں آیات سے
حیدر آبِ زلال اس کا مجھے بہتر آبِ حیات سے

ر رہو وے رانجھن مار نہیں کسے ہور نوں بھی ماریا ای
ایس حسن دی ٹھاٹھ مریندی تیغاں ماریا ای کہ تاریا ای
میں تاں سبھ سیالیں سُوہے بانے ہیں وَت سُوہا واریا ای
ہُن سَنج پئی دل بیلے دے جے بیلے منگو چاریا ای
کدی پھٹیاں اُتے مرہم لاکے پھٹ کے چا وساریا ای
بس وے حیدرا وہو جانے سائیں نوں توں ئیں نہ ساریا ای

ر رانجھن بناں لاہور وے مڑنا ناہیں تے شالا مار اساں
کیہا سیر کیتا لاہور دا جے وَت ڈٹھا نہ شالا مار اساں
لگے ہار سنگار بھی خار اساں نوں زرم دوشالا مار اساں
آ رانجھا گل لگ کدائیں سبھ کشالا مار اساں
ہیں کملی نوں جے ہس ملیں وچ باغ بہشت بہار اساں

"رانجھن مجھے مار نہیں، کسی اور کو تو نے مارا ہے؟
ان حسن کی تیغوں کے طوفاں نے مارا ہے کہ تارا ہے
سب سیالیں ہوئیں سہاگن میں نے سہاگ کو وارا ہے
اب بیلہ ویران ہوا، کبھی تو نے گلہ چارا ہے
زخموں کو کبھی مرہم دی کبھی زخمی کر کے وِسارا ہے
بس حیدر یہ جانے وہی سائیں کو تو نے نہ سارا ہے

"رانجھن ینان لاہور نہ جاؤں، دیکھوں نہ شالامار کبھی
سیر وہ کیا لاہور کی جب دیکھا نہ ہو شالامار کبھی
جنہیں ہار سنگار بھی خار لگے انہیں نرم دوشالا نہ مار کبھی
آ رانجھا لگ جا سینے سے مرے درد و الم کو مار کبھی
وہ ہنس کے ملے دیوانی سے، ہو باغ بہشت بہار کبھی

ز زید عمر ناؤں جاندا سی تے دید ایہناں دی دید سجن
نافے دی سُنگھ خوشبو جے چاہیں کریں تماشہ مُلکِ ختن
مِٹھے دی تنگ شکر جے دیکھیں ویکھ سجن دا تنگ دہن
آپ سورج نوں دیکھیں اکھیں، ویکھ شعاعیں چودہویں چن
اوہ جانِ جہاں انا الحق آکھے نہ جِند بن آکھ سجن
جے نیور پاوے، چُوڑا ویکھے سُن وے حیدر چھن چھن چھن

ز زہر پیالہ رانجھن والا تو ڑے شربت کر کر پینی آں میں
ہکے ہلاؤ ماہی میرا نہیں تے خاک رو لینی آں میں
اللہ چاہے تاں مِلسی ماہی خوشیاں سبھ چھیتی آں میں
علی حیدر یار پیارے والا پاڈ تاں بیٹھی سینی آں میں

ز زاریاں کر کر تھک رہی ہُن میں بھی تاں ناز کرینی آں نی
کالڑا نانگ خزانڑے تے ہِن میں بھی تے زلف کھُلینی آں نی

تھے نام تو ان کے زید عمر پر ان ہیں جلوہ نما تھا سجن
جا سونگھ لے خوشبو نافے کی گر دیکھتا چاہے مُلکِ ختن
شیریں صنعتی شیرینی کی چاہیں تو دیکھ وہ تنگ دہن
تو اس سورج کو دیکھے گا گر چودہویں کا تو دیکھے چن
وہ کہے انا الحق جان دے کر، بن جان دیئے مت کہہ تُو سجن
اس پاؤں ہیں نیوڑ باندھ چُھوڑا، سن لے حیدر چھن چھن چھن چھن

زہر پیالہ رانجھن والا شربت جان کے پی لوں ہیں
یا تو بِلا دماہی مرا یا جان کو خاک ہیں رولوں ہیں
انشاء اللہ ماہی مِلے سب خوشیاں اک دم چھوڑوں ہیں
حیدر یار کے بخشے چاک اب سارے بیٹھ کے سی لوں ہیں

ہیں نالہ وزاری کر کے تھکی اب مرے بھی ناز و ادا دیکھو
یہ کالا ناگ خزانے کا اب میری بہ زلفِ رہتا دیکھو

بجلی دے رنگ ناز کنوں ہن متھے تے دل پوینی آں ہیں
حیدر بھی ایہہ تماشڑا ویکھے کیونکر یار جھکینی آں ہیں

ز زیر زبر نہ تفاوت مصحف رخ منور اس یار دا اے
نقطہ ب بسم اللہ دا اوہ خط سیاہ رخسار دا اے
پچھے خط بسم اللہ لکھی زلف ورق زرکار دا اے
علی حیدر ویکھ الحمد پڑھیوے لکھیا ایہہ ستار دا اے

ز زیارت سوہنیاں دی نے کھس میندڑی تدبیر لئی
اس مٹھڑے ہاسڑے نال بھلاوڑے بکسے ٹھگ ذہیر لئی
نہ دل کاٹیاں دھاڑے کر کے لٹ جویں جاگیر لئی
گھڑا ہا سانا وک حیدر پڑھ میندڑی تکبیر لئی

ماتھے کی شکن نے سیکھی ہے بجلی سے تیز ادا دیکھو
میں کِسے یار بُلاتی ہوں تم بھی یہ تماشہ، آ دیکھو

زیر زبر نہ تفاوت، مصحفِ رخ منور یار کا ہے
نقطۂ ب بسم اللہ کا وہ خطِ سیاہ رخسار کا ہے
پھر بسم اللہ لکھ ڈالے وہ زلف، ورق زرکار کا ہے
حیدر دیکھ الحمد پڑھوں یہ لکھا اُس ستّار کا ہے

اس کی زیارت کی تو مجھ کو بھول گئی تدبیر
بھولی اس کی میٹھی ہنسی پہ ٹھگ لی اس نے ہیر
دھا دا بول کے جیسے لُوٹ لی ہو دل کی جاگیر
حیدر اس کی مدھر ہنسی، مری پڑھتی گئی تکبیر

س ش ص ض

س سائیں بر سرِ چشم قبول کیتی دل منے سبھ فرمان تینڈے
ایہہ اکھاں تک لگن وچ دل دے کیہی ڈنگیا لکا بان تینڈے
راجہ گولیاں دی پڑ گولی نی، ایہہ راجے تے سلطان تینڈے
ایہہ چن سورج اتے دورِ زماں بھی صدقڑے تھے قربان تینڈے
ایہہ دینہہ رات نشانی تینڈی ہر دینہہ نو نو نشان تینڈے
باہج تینڈے اوہ بھاہ دوزخ دی ایہہ باغ اتے بستان تینڈے
فی الحقیقت کل خلائق ایہہ دان تینڈے احسان تینڈے
ایہہ حیدر عاجز بندہ تینڈا کیا کجھ کرے بیان تینڈے

س سوال تے جواب تھیں سوئی چھٹے جیہڑے عشق دی تیغ شہید ہوئے
جا کے رل پئے نی فوج اماماں والی اوتھاں اک دیدار خرید ہوئے
عالم تے فاضل شاگرد اوہناں دے کجھ پیر تے کجھ مرید ہوئے
جنھاں عشق دی رمز نہ لدھی او حیدر اوہ فرعون یزید پلید ہوئے

تجھے برسرِ چشم قبول کیا دل مانے سب فرمان ترے
کیا دل کو چھلنی کرتے ہیں آنکھوں سے نکلے بان ترے
بندے ہیں ترے غلاموں کے یہ راجے اور سلطان ترے
یہ چاند یہ سورج دورِ زماں، سب صدقے اور قربان ترے
دن رات نشانی تیری ہیں ہر دن ہیں نئے نشان ترے
تجھ بن دوزخ کی آگ ہیں یہ باغ ترے بُستان ترے
جو جو بھی تو نے خلق کیا، ہیں دان ترے احسان ترے
حیدرؔ ترا عاجز بندہ ہے کیا وصف کرے وہ بیان ترے

چھُوٹے ہیں سوال جواب سے وہ جو عشق کی تیغ شہید ہوئے
شامل ہوئے فوجِ امام میں جو وہ تو بس دیدار خرید ہوئے
شاگرد جو عالم فاضل تھے، وہ خود ہی پیر مرید ہوئے
جو عشق کی رمز کو پا نہ سکے، فرعون یزید پلید ہوئے

س سیج اُتے گُل خار چبھن ہنیں نیند نہیں اس یار بناں
کُکھڑے وانگراں تڑف رہی ہیں ڈھولن دی تروار بناں
دینہہ تے رات نہ جانیا ہیں اُس زلف اُتے رخسار بناں
حیدر دار مدار ڈھولن تے دار ہووے دیدار بناں

سیج گلوں کی خار بنی نہیں نیند آنکھوں میں یار بناں
بسمل کی طرح میں تڑپ رہی اس ڈھولن کی تلوار بناں
دن رات کو سمجھ نہیں پائی اس زلف بناں رخسار بناں
حیدؔ ہے دار و مدار اس پر میں دار پہ ہوں دیدار بناں

ش شطرنج رچائیناں دی ایہہ منصوبہ بھی لاؤنی آں
کجلا ہاتھی، پلک پیادے اسپ نگاہ دے دھاؤنی آں
فرزیں بند، ہکنداوہ زلفاں گل تساڈڑے پاؤنی آں
حیدر شاہ رخ مات کیتا ایہہ اجہیں کھیڈ کھڈاؤنی آں

ش شکر رنجی یار دی مینوں تلخ کیتا سبھ شیر شکر
گنج شکر دی شکر ونڈاں جے کر کرے ربّ شیر شکر
رانجھن کھیر تے ہیر شکر ربّ پھیر کرے جھب شیر شکر
حیدر نہ پیوے تے آکھے پیو مطالب شیر شکر

ش شطرنج دی گوٹی آں میں مینوں مان تے تان تساڈڑا اے
نہ میں گوٹ نہ گوڑی جاندی گوٹ گمان تساڈڑا اے
نہ میں جنگ نہ جہت نوں جاندی تیر کمان تساڈڑا اے
حیدر موت حیات نہ جانے جان انجان تساڈڑا اے

نینوں کی شطرنج بچھا منصوبہ یہ بھی بناتی ہوں
گجرا ہاتھی، پلک پیادے، اسپ نگاہ دوڑاتی ہوں
فرزیں بند، کمند وہ زلفیں ترے گلے بل کھاتی ہوں
حیدرؔ شاہ، رخ مات کیا کیا عجب میں کھیل کھلاتی ہوں

شکر رنجی اس یار کی کر گئی تلخ مرا سب شیر و شکر
گنجِ شکر کی شکر بانٹوں کردے گر رب شیر و شکر
رانجھن دودھ اور ہیر شکر پھر کردے جو ربّ شیر و شکر
حیدرؔ وہ کہے میٹھا پی لودے اپنا لب شیر و شکر

میں شطرنج کا مہرہ ہوں مجھے مان اور تران تمہارا ہے
کیا مہرہ ہے گوٹ ہے کیا، بس خیال گمان تمہارا ہے
نہ جانوں میں جنگ ہے کیا بس تیر کمان تمہارا ہے
حیدرؔ، موت حیات نہ جانے جان انجان تمہارا ہے

ش . شاہ عاشق ،معشوق بھی توں تے ناز اساں نال واسطہ کیا
نین ایہہ کرن شکار تے چنگل باز اساں نال واسطہ کیا
خط آخر کیتے زلف کنوں آغاز اساں نال واسطہ کیا
نال کنھاں دے ساقی تینڈڑا انداز اساں نال واسطہ کیا
حیدرؔ عالم دے نال ہا ساز تا ساز اساں نال واسطہ کیا

ش شراب دے مست رہن کیہ نین تینڈے متوالڑے نیں
سرخ سفید سیاہ دنبالڑے باہج کجلّ اینویں کالڑے نیں
نال نگاہ دے مست کرن کیہ چینی دے رنگ پیالڑے نیں
حیدرؔ چھک چھک تیر چلیندے کیہ ظالم مارن والڑے نیں

تو شاہ عاشق، معشوق بھی تو، تو ناز ہے ہم سے واسطہ کیا
یہ نین شکار کریں تیرے، بجنگ باز ہے ہم سے واسطہ کیا
یہ خط دیکھو اس زلف سے جو آغاز ہے ہم سے واسطہ کیا
ہاں ساقی دیکھ لے کن سے کیا انداز ہے ہم سے واسطہ کیا
حیدر دنیا سے ساز ہے وہ ناساز ہے ہم سے، واسطہ کیا

نس شراب سے مست رہیں کیا نین ترے متوالے ہیں
سرخ، سفید، سیاہ دنبالڑے ان کے بغیر بھی کالے ہیں
نظروں سے اپنی مست کریں کیا چینی رنگ پیالے ہیں
حیدر کھینچ کے تیر چلائیں ظالم مارنے والے ہیں

ص صبر نہیں آوندا اکھیاں نوں دردیار دے روندیاں رہندیاں نیں
میرے ماہی دا نت دیدار منگن گھڑی پلک فراق نہ سہندیاں نیں
جدوں سوہنیاں دی دس نہیں پوندی واگوں روڑ ڈے بدیں لہندیاں نیں
حیدر بال کے چنخہ پریم والی کل راہ معشوقاں دے بہندیاں نیں

ص صبر کر کوٹ اُسار کے جی گوری، نیناں دے لا بازار بیٹھی
ہر ہر زلف دی تار بیمار کیتا ایں رات دینہاں خریدار بیٹھی
رتی عقل نہ رہیا جانی کویں سبھ ہار سنگار اتار بیٹھی
حیدر یار پیارا ملدا ناہیں ہیں آپ ہاں شب بیدار بیٹھی

ص صدقہ اکھیں متوالیاں دا مُڑ بھال وے دلبرا واسطہ ای
صدقہ زلف پریشاں کالیاں دا دیکھ حال وے دلبرا واسطہ ای
متھا صدقہ گلاں آب والیاں دا غم ٹال وے دلبرا واسطہ ای
تقصیراں حیدر والیاں دا نامہ گال وے دلبرا واسطہ ای

آتا نہیں صبر ان آنکھوں کو بس ہجر میں روتی رہتی ہیں
نت مانگیں جلوہ جاناں کا پل بھر نہ فراق کو سہتی ہیں
جب یار کی خبر نہیں ملتی پھر ندیاں بن کر بہتی ہیں
پھر پریم کی آگ جلا حیدرؔ اس کے رستوں میں رہتی ہیں

ص صبر کے کوٹ اسار کے جی نینوں کے لگا بازار بیٹھی
بیمار اس زلف کے تار کی ہوں دن رات ہوں میں خریدار بیٹھی
سُدھ بُدھ ہی نہیں باقی اب تو میں ہار سنگار اتار بیٹھی
حیدرؔ نہیں ملتا یار مرا، میں خود ہوں شب بیدار بیٹھی

صدقہ متوالی آنکھوں کا مجھے بھال اے دلبر واسطہ ہے
صدقہ اس زلفِ پریشاں کا دیکھ حال اے دلبر واسطہ ہے
صدقہ اس شیریں سخنی کا غم ٹال اے دلبر واسطہ ہے
کرنا نہ میری تقصیروں کا پامال اے دلبر واسطہ ہے

ص   صبر نہیں کائی زہر دی بوٹی مل مل اساں پیونی اے
اساں رضا تساڈڑی منی، تھیوے پئی جو تھیونی اے
سوزن پلک نگاہ دے دھاگے زخم اساڈڑے سیونی اے
حیدر رجنڈ پیارے اتوں ہیں صد قڑے کر دیونی اے

ص   صاد تساڈڑے نین سبھا خوشخط لکھے بادشاہ دے نیں
یا وت سرمہ دان سیاہ یا تکیہ گاہ نگاہ دے نیں
یا وت دارو سکے والے سوہنے برج پناہ دے نیں
پلک تفنگ چھوڑیندے پل پل ایہہ سردار سپاہ دے نیں

ص   صورت سوہنے یار دی مورت پلک نہ جھمکے ویکھ رہے
بے خود پرے دے جھڑے موہنہ بھرنے متھا سیوا کر ٹیک رہے
رام دا نام حرام کیتا سو حسن پیریں پئی متھا ٹیک رہے
کافراں ڈوریاں کن نہیں اوہ آکھ سلام علیک رہے

یہ صبر نہیں، ہے زہر کوئی جسے ہر صورت ہمیں پینا ہے
جو ہو سو ہو یہ تیری رضا اسی طور سے ہم نے جینا ہے
یہ زخم ہمارا آخر کو تیری ہی نگاہ نے سینا ہے
اُس پر سے ہی وارا جائے گا حیدر جو جاں کا نگینہ ہے

یہ نین ترے خوشخط لکھے تحریر بلاشک شاہ کے ہیں
یا سرمہ دان سیاہ کے ہیں یا تکیہ گاہ نگاہ کے ہیں
یا اسلحہ خانہ ہیں دونوں اور اسلحے بُرج پناہ کے ہیں
کیا پل پل تیر چلاتے ہیں افسر یہ کسی سپاہ کے ہیں

وہ صورت سوہنے یار کی ہے بن جھپکے پلکیں دیکھ رہے
گر پڑے جو سارے پردے پھر کر سیوا ماتھا ٹیک رہے
ہوا رام کا نام حرام دہاں وہ تو پاؤں پہ ماتھا ٹیک رہے
ان کافروں کے تو کان نہیں وہ پکار سلام علیک رہے

ض ضرورت کیا ہے میکوں دوکھاں ڈین الاون دی
کول یار نہیں تکرار نہیں جس کارن رمز سناون دی
حال حال کنوں تاں بے حال ہوئی تیراں واسطے تیر چلاون دی
وراگ دی مالا گل وچ حیدر آس تیرے مل جاون دی

ض ضحیٰ اشراق پڑھاں نت یا رب سورج مکھ ویکھاں
پورے نیاز قبول میںڈا تھیوے طالع سورج مکھ ویکھاں
توڑے ذرہ ذرہ کپ گھتیں تاں بھی باریاں وچوں مکھ ویکھاں
حیدر شرم توں ٹک ٹک ویکھاں ناہیں تاں چیر کے مکھ ویکھاں

ض ضرورت اساں نوں کیہی سکھاں ہین الاون نوں
مسطر لگی دل وچ میںنوں پریم دے حرف لکھاون نوں
رگ رگ تار طنبورے والی ناخن نال وجاون نوں
راگ دی مالا گل وچ حیدر روپ سجن دا گاون نوں

کیا ہے ضرورت مجھ کو پڑی دکھ درد میں اب چلّانے کی
جب یار نہیں تکرار نہیں کیا بات ہے رمز سنانے کی
میں بے بس ہوں ہمت ہی نہیں شیروں پر تیر چلانے کی
مالا ہے گلے میں بچھوڑے کی اور آس اسکے مل جانے کی

ضحیٰ اشراق پڑھوں نت یارب، سورج مکھ دیکھوں
منظور نیاز کرو میرا ہو طالع سورج سکھ دیکھوں
دیکھوں گی بہر صورت تم کو خواہ اس میں کتنے دکھ دیکھوں
شرماؤں نہ دیکھوں میں ورنہ، دیکھوں تو چیر کے رُکھ دیکھوں

کیا لازم ہے سیکھوں ڈھنگ میں اب کے بین بجانے کو
دل بیں مسطر لگی ہوئی ہے پریم کے حرف لکھانے کو
رگ رگ تار طنبورے والی، ناخن ساتھ بجانے کو
راگ کی مالا گلے میں حیدرؔ روپ سجن کا گانے کو

ط ظ ع غ

ط طرف تساڈڑے راہ دی اکھیں لگیاں اینویں عمر گئی
ڈھوڑ تساڈڑے راہ دی پل پل تکیندیاں اینویں عمر گئی
بھل بھلاوڑے تیڈڑے اُٹھ اُٹھ ویکھدیاں اینویں عمر گئی
لکھدیاں نت نت کاغذ حیدر اکیاں اینویں عمر گئی

ط طبیباں دی رگ پگ کیہی پھڑ پھڑ پٹی بلیندڑی رگ
آتش رنگ دی بھاہ لگی میڈوں گرمی تھوں پٹی کو کیندڑی رگ
گھم گھم جیس دی اے لٹک میڈوں اوہو طبیب دسیندڑی رگ
جیتھے طبیباں توں ہتھ نہ آدے لوکاں ہور پچھیندڑی رگ

ط طوبیٰ قد تے خد گلستاں باغ بہشت جمال تھیا
سُنبل زلفاں تے لب کوثر خالِ سیاہ بلال تھیا
نین جھروکڑے، پلکاں چھجے تے مونہہ نور مثال تھیا
رمزاں، غمزے، حوراں، رضواں، حیدر ویکھ نہال تھیا

تیری راہ کو تکتے تکتے عمر ہماری بیت گئی
آنکھ میں مٹی پڑتے پڑتے عمر ہماری بیت گئی
تیری خاطر مرتے مرتے عمر ہماری بیت گئی
حیدرؔ کاغذ لکھتے پڑھتے عمر ہماری بیت گئی

کون طبیب، علاج ہے کیا، کسی اور کو ہی یہ بُلائے رگ
آتش رنگ جلائے پل پل درد سے پھر چلائے رگ
جس کی ٹک ٹک متوالی وہی طبیب بتلائے رگ
بات طبیبوں کی یہ نہیں کوئی اور ہی بھید بتائے رگ

طوبیٰ قد، خد مثل گلستاں، باغ بہشت جمال ہوا
زلف ہے سنبل، لب کوثر ہیں، خال سیہ بلال ہوا
نین جھروکے، پلکیں چھجے، منہ وہ نور مثال ہوا
رمزیں، غمزے، حوریں، رضواں حیدرؔ دیکھ نہال ہوا

ظ ظہور کیتا تینڈڑی خوبی ، باغِ چمن سبھ آ رسیاں
گل گل رنگ بہارِ گلستاں سروِ سخن سبھ آ رسیاں
موتہہ مہتاب تے سنبل زلفاں سیم بدن سبھ آ رسیاں
حیدرؔ کوں جو حیرت اندر ویکھ سجن سبھ آ رسیاں

ظ ظاہر جویں بہار گلاں تھوں حق تویں سنسار کنوں
یا وت جویں ناز سجن دا گالھ کنوں رفتار کنوں
یا وَت جویں تجلیٰ حق دا احمدؐ دے دیدار کنوں
یا وَت جویں نبوّت حیدرؔ اوس نبی مختارؐ کنوں

ظ ظاہر تینڈڑے نوروں تجلی ، ناہیں ایہہ تاں کالا دھاگڑا اے
تینڈڑا حسن بہار چمن دا آہا ، ناہیں تے ایہہ باگڑ اجھا گڑا اے
تینڈڑے زوروں شیر زور اور نہیں اَتے سگ بھی بے واگڑہ اے
علی حیدرؔ تینڈڑے شعر کنوں ایہہ چونترہ دلّی تے آگرہ اے

ظہور کیا تری خوبی باغ چمن سب آرسی ہے
گل گل رنگ، بہارِ گلستاں سروِ سخن سب آرسی ہے!
منہ مہتاب ہے سُنبل زلفیں سیم بدن سب آرسی ہے
حیدرؔ کون ہے حیرت اندر، دیکھ سجن، سب آرسی ہے

ظاہر جیسے بہارِ گُلوں سے ویسے حق سنسار سے ہے
یا پھر جیسے ناز سجن کا، باتوں سے رفتار سے ہے
یا پھر جیسے حق کی تجلّی، احمدؐ کے دیدار سے ہے
یا پھر جیسے نبوّت حیدرؔ پاک نبیؐ مختار سے ہے

تیرا نور نہ ہو تو یہ بجلی بھی اک کمتر کالا دھاگڑا ہے
تیرا حسن نہ ہو تو بہار چمن اک اُجڑا، باگڑا پھاگڑا ہے
شیروں میں کہاں شہ زوری ہے اور سگ بھی کیا بے واگڑہ ہے
علی حیدرؔ تیرے شعر کنے یہ چونترہ دلّی آگرہ ہے

ع علم دا پڑھنا نیک ہُوں پر عشق دی بات انوکھڑی اے
چن تے سُورج دی روشنی ہُوں پر یار دی جھات انوکھڑی اے
شب قدر دی رات بھی ہُوں چنگی پر وصل دی رات انوکھڑی اے
مشکل گھاتاں سبھے اوحیدر پر برہوں دی گھات انوکھڑی اے

ع علیحدہ مستی دا رنگ تے پان دا رنگ علیحدڑا اے
شام شفق دا رنگ علیحدہ تے تلیاں دا رنگ علیحدڑا اے
اوہ لب گالہیاں دیندڑے میٹوں اوہناں دا رنگ علیحدڑا اے
حیدر لعل لباں دا سائل اتے خال دا رنگ علیحدڑا اے

ع عشق ماہی دی بھٹھی تپدی ، تپدی تے بھاہ بھاہ کرے
عاشق سڑدے تے تڑ تڑ کردے باہر عشق پیا واہ واہ کرے
سلیمان بھٹھیاری دا بھٹھ جھوکے اتے سنگ مچھیانی دے دیاہ کرے
جنہاں اپنا آپ ماریا وے حیدر تری جنت دی کیہہ پرواہ کرے

ع علم کا پڑھنا نیک بہت پر عشق کی بات انوکھڑی ہے
سورج اور چاند کا نور بہت پر یار کی جھات انوکھڑی ہے
شب قدر کی شب سبحان اللہ پر وصل کی رات انوکھڑی ہے
سب گھاتیں مشکل ہیں حیدر برہا کی گھات انوکھڑی ہے

مستی کا رنگ اور ہُوا اور پان کا رنگ علیحدہ ہے
شامِ شفق کا رنگ جُدا، تلیوں کا رنگ علیحدہ ہے
ان ہونٹوں سے دشنام مجھے ہونٹوں کا رنگ علیحدہ ہے
خال کا روپ جدا ہے لعل لبوں کا رنگ علیحدہ ہے

عشق ماہی کی تپ رہی بھٹی، تپ تپ کے بھاہ بھاہ کرے
عاشق اندر جلیں مریں، اور عشق کھڑا واہ واہ کرے
بُھٹھ جھونکے بھٹیاری کا سلیمان اور کسی سنگ بیاہ کرے
جس نے اپنے آپ کو مارا، تری جنت کی کیا پرواہ کرے

ع عشق دا مُشک اولڑا اِی ہیرے سُنگھ ناہیں متے وہا جائی
ایہہ عشق مریلڑا شیر خونی نیڑے وِنج ناہیں متاں کھا جائی
سوڑے دلاں دے توں ہتھ گھت ناہیں متے ہتھاں جان وہا جائی
حیدر اپنا شوہ منا لیئے متاں ڈو ہنگھڑے نیر رڑہا جائی

ع عنائیت رب دی ہووے تے اینویں فضل کریندا چا
تخت ہزارے توں رانجھن سد کے ہیر سیال ملیندا چا
عشق اساڈے دے چھیڑن کارن مہیں دے نال چھڑیندا چا
واہ کم اللہ دے حیدر آپے جوڑ جوڑیندا چا

ع عبث اینویں کم سبھے، باہجوں یار دے کار تے بار اینویں
تیل پھُلیل تے چنبہ بھی اینویں ایہہ ہار اتے سنگار اینویں
سوہنے رنگ پلنگ بھی اینویں نیور دی چھنکار اینویں
علی حیدر باغ بہار چمن دی، باہجوں رانجھن یار اینویں

اس عشق کی خوشبو سونگھ نہیں اے ہیر، نہ تجھ میں سما جائے
اس شیر کے پاس نہ جانا تم خونخوار تمہی کو نہ کھا جائے
دل کے سودے سے ہاتھ اٹھا، کہیں سانس نہ لب پر آ جائے
حیدر اس شوہ کو منالیں اب ہو دریا میں کہیں نہ گرا جائے

رب کی عنایت ہو تو فضل کی بارش وہ برساتا ہے
تخت ہزارے کے رانجھے کو ہیر سیال ملاتا ہے
اور ہمارے عشق کی خاطر، بھیں کو جھل بیں چراتا ہے
واہ واہ کام اللہ کا حیدر آپ ہی جوڑ ملاتا ہے

یار بناں سب کام عبث کیا کار ہے اور کیا بار عبث
تیل پھلیل عبث چنبہ ہے، ہار عبث سنگار عبث
سوہنے رنگ پلنگ بھی یونہی نیور کی جھنکار عبث
حیدر فصلِ بہار چمن بھی ہے بِن رانجھن یار عبث

غ

غم کراں نا ہے ہیں مراں مرے یار دی یاری کجھ ہور ہو گئی
اگے یار دے نال پریت آہی ہُن نال ساڈے انجوڑ ہو گئی
اگے حسن دی مَتی ہیں پئی پھراں ہُن زور تھیں ہاں کمزور ہو گئی
علی حیدر دے سبھناں سیاں وچوں اک میں نکمڑی چور ہو گئی

غ

غیراں کولوں مینڈا یار سوہنا وچ گھُنڈ دے رُخ چھپاوندا اے
اک آپ ناظر، تے منظور نظر لکھ رنگ بنا دکھاوندا اے
کئی عاشقاں دے جگر پھٹ سٹے لکھ نام نشان دھراوندا اے
علی حیدرا یار پیارے باہجوں ہُن میلڑا ویس سراہوندا اے

غ

غلامی دا دعوٰی ناہیں پر گولیاں دی پڑ گولی آں میں
واد وچھیاں وانگر تنیڈیاں میہیں دی خاک تھوں گھولی آں میں
ولی آں پریم دے جھولیاں ول ول بیٹھے بیلڑے دی جھولی آں میں
میہیں دی خاک عبیر کر لیاں حیدر کھیڈ ساں ہولیاں میں

اس غم کے ہاتھوں مرتی ہوں مرے یار کی یاری اور ہوئی
تھی یار کی پہلے پریت بہت اب ساتھ مرے انجوڑ ہوئی
پھرتی تھی حسن کی مستی میں اب اتنی ہی بے زور ہوئی
علی حیدرؔ ساری سکھیوں میں اک میں ہوں جو سب کی چور ہوئی

ہے غیر سے میرا یار حسیں، گھونگھٹ میں رُخ کو چھپاتا ہے
وہ ناظر بھی منظور نظر بھی لاکھوں رنگ دکھاتا ہے
پھٹے سینے کتنے عاشقوں کے کتنے ہی روپ بناتا ہے
علی حیدرؔ یار پیارے بناں میلا ملبوس ہی بھاتا ہے

مجھے دعوٰی غلامی کا کوئی نہیں، ہوں گولیوں کی پڑ گولی میں
تری مہیں کے پاؤں کی خاک پہ میں قربان ہوئی ہوں گھولی میں
بیلے میں پریم کی دولت ہے، دولت کیلئے ہوں جھولی میں
میں مہیں کی خاک عبیر کردں اور اس سے کھیلوں ہولی میں

ف ق ک گ

ف   فنا ہوئی ساری جان میری اتے سوہنے نوں کجھ پرواہ ناہیں
رات دینہاں جانی، گالھیں سخت بولے کدی مہر دے نال نگاہ ناہیں
رُٹھے یار نوں آپ مناوَنا اے اوتھے ہور وکیلاں دی جا ناہیں
علی حیدر میاں مولیٰ خوش رکھی ہنس بولیں تاں کجھ گناہ ناہیں

ف   فکر لگا سوہنے یار سندا اتے بند کھُلے مینڈی چولڑی دے
ایس عشق چا نام بدنام کیتا متھے لیکھ لکھے میری بھولڑی دے
جویں ڈنگ جاندا کالا ناگ مینوں کنڈل مار بیٹھا وچ جھولڑی دے
حیدر یار تھیں مُکھ نہ مُول موڑاں بھانویں نہ چڑھساں وچ ڈولڑی دے

ف   فضل کرم تیندا بہت عزیز ہیں لائق تینڈے غضب دے بھی نہ
پر مینوں چاہیں چا نوازیں موقوف اُتے حسب نسب دے بھی نہ
آپے دریا مارے موج کرم دی موقوف اتے کسے طلب دے بھی نہ
حیدر ایس دے سروں سایہ نہ ٹالیں تاں وچ روز و شب دے بھی نہ

ہو گئی جان فنا ہماری اس کو کچھ پرواہ نہیں
تلخ کلامی رات اور دن کبھی مہر کی ہم پہ نگاہ نہیں
روٹھے یار کو خود ہی منانا، اور وکیلوں کی جا نہیں
حیدر مولا خوش رکھے، ہنس بول تو کوئی گناہ نہیں

اس مہ وش کی ہے فکر مجھے، بند کھل گئے میری چولی کے
اس عشق نے کیا بدنام کیا، کیا لیکھ لکھے اس بھولی کے
ڈستا ہے کالا ناگ مجھے، بیٹھا ہے بیچ اس جھولی کے
میں یار سے مکھ نہیں موڑوں گی، خواہ لیکھ مٹیں مری ڈولی کے

ترا فضل و کرم ہے عزیز مجھے میں لائق ترے غضب کے نہیں
چاہے اپنے کرم سے نوازے وہ یہ تابع حسب نسب کے نہیں
دریا خود ماریں موج کرم مشروط کسی کی طلب کے نہیں
حیدر مرے سر پر سایہ رکھ میں بس میں روز و شب کے نہیں

ق قہردی نظر نہ ویکھ پیارے کرٹھالا تے مویاں نوں مار نہیں
کون موہندا پھریں جگ سارے تائیں تیرا اس بناں کوئی کار نہیں
تیریاں اکھیاں ڈاہڈیاں ترکھیاں نی ایسی ترکھی تاں کوئی تروار نہیں
عاشق کُٹھے مشوق دے حیدر عزرائیل آون درکار نہیں

ق قدماں ہیں تیریاں دی خاک ہویاں آویں آ پیاریا بسم اللہ
دم دم میںنوں تیرے ویکھنے دا رہندا چاپیاریا بسم اللہ
اکھیں فرش کیتیاں ترے ویکھنے نوں بیٹھ جا پیاریا بسم اللہ
علی حیدر کہندا گلے بکدی نوں گل لا پیارا بسم اللہ

ق قرب حضور نصیب ہووے دنیا قرب قرابتاں کوڑیاں نیں
جنھاں قرب حضور نصیب ناہیں تنک وڈھیاں نتنے کنوں بوڑیاں نیں
جنھاں قرب حضور نصیب ہویا تنک نتھ سوہے ہتھ چوڑیاں نیں
علی حیدر جنھاں قرب نہیں جویں گدھیں پھرن اروڑیاں نیں

تو قہر نظر سے دیکھ نہیں جو تجھ پہ مرے انہیں مار نہیں
سب جگ کو موہتے پھرتے ہو کیا اس بن تم کو کار نہیں
تری آنکھیں تیز یہ کتنی ہیں تیر ان سے کوئی تلوار نہیں
معشوقوں کے جو گھائل ہیں انہیں عزرائیل سے کار نہیں

ترے قدموں کی میں خاک ہوئی کبھی آجا پیارے بسم اللہ
یہ خواہشِ دید شدید ہوئی کبھی آجا پیارے بسم اللہ
ہیں آنکھیں فرش رہِ مری کبھی آجا پیارے بسم اللہ
سینے لگنے کو میں ترس گئی کبھی آجا پیارے بسم اللہ

ق قرب حضور نصیب ہووے دِنیا کی قربتیں گوڑیاں ہیں
جنہیں قرب حضور نصیب نہیں نک کٹیاں کان سے بوڑیاں ہیں
جنہیں قرب حضور نصیب ہوا نتھ ناک میں ہاتھ میں چوڑیاں ہیں
علی حیدر جن کو قرب نہیں وہ گدھیاں پھرتی اروڑیاں ہیں

ک کر کر زاریاں تھکی آں میں اس رُٹھڑے یار مناون نوں
اس دل دی وستی نور نظر گلیاں واٹ سہاون نوں
اس گل وچ باہنہ ولاون نوں دل بجلی وانگ ولاون نوں
اوس ہنس ہنس وین الاون نوں وچ آب حیات لڑھاون نوں
اس تیغ دی آب چھکاون نوں کوئی آب حیات پیاون نوں
اس گل تے تیغ وہاون نوں کیہہ کہنا گوگ وہاون نوں
اس نت نت عاشق مارن نوں اس دل دل پھیر جواون نوں
میں ہار سنگار بناون نوں نت کر کر بھیس دکھاون نوں
میں کجل نیلنیں پائے رہی لا مستی مساگ ٹھگاون نوں
ہن بھڑک لگی وانگ بجلی دے آوس دے مینہ بجھاون نوں
بجلی ہتھاں نال بجھاون نوں کجھ ہتھاں نال بجاون نوں
یعنی ڈھولن چھاتی لاون کہ کھول تنی گل لاون نوں
ہُن اکھیاں لایاں ساون نوں میں وانگ کوئل کرلاون نوں
بھی حیدر لا وساون نوں کویں آوے یار وساون نوں

کرنالہ وزاری تھک گئی ہیں وہ روٹھا یار منانے کو
وہ دل کی بستی نورِ نظر وہ گلیاں واٹ سہانے کو
وہ گلے میں بازو ڈالنے کو بجلی کی طرح بل کھانے کو
اس ہنس ہنس بات بنانے کو اور آبِ حیات لنڈھانے کو
اس تیغ کی آب بڑھانے کو اور آبِ حیات پلانے کو
اس گلے پہ تیغ چلانے کو اور اس کی کُوک سنانے کو
وہ نِت نِت عاشق مارنے کو پھر زندہ انہیں اٹھانے کو
مرے بار سنگار بنانے کو اور نِت نئے روپ دکھانے کو
مسّی مسواک سے ٹھگنے کو نینوں میں کجرا لگانے کو
بجلی کی طرح میں جلتی ہوں آ مجھ پہ مینہ برسانے کو
ہاتھوں سے برق بجھانے کو مجھ ہاتھوں سے ہی بچانے کو
ڈھولن کی چھاتی لگنے کو تنی کھول کے گلے لگانے کو
آنکھوں میں ساون، رہ گئی ہیں کوئل کی طرح کُرلانے کو
آجائے حیدر یار سجن یہ اُجڑا نگر بسانے کو

ک کئی خوبیاں نیں بے رنگ دیاں ایہناں لکھاں کنوں ہک رنگ بھی اے
سے ہار سنگاریاں چندن ہاریاں نیں ہتھ سونے دی ونگ بھی اے
سنگ سنگ دے وچ آتش ایہناں سنگین دلاں دی سنگ بھی اے
سے او بھجھڑ جھنگ بلائیں دے بیلے تے ہک سیالاں دا جھنگ بھی اے
جے گل گیا دل جل پیا کیہی تر کھڑی بھاہ اوس انگ بھی اے
کسے نگہہ تے بھاہ بھڑکدی اے ایس سینے دے وچ ترنگ بھی اے

ک کر کے مُورت پتھر دی ایس نال نگاہ جوائی آس ہیں
جو کجھ ایہہ آکھے سوئی ہیں آکھاں ہائی پریت وانگ بلائی آس ہیں
ہیں کیہہ جاناں حرف حکایت طوطڑے وانگ پڑھائی آس ہیں
ہیں کجھ ناہیں کجھ جاندی نہ کیہی دیکھیاں کاں بنائی آس ہیں
خاک اتے ہوا کجھ پانی آہا وت آتش نال ملائی آس ہیں
رہی ڈھولن دے ہتھ ڈور ہینڈی چھک پتلی وانگ نچائی آس ہیں

کتنی خوبیاں اس بے رنگ کی ہیں لاکھوں میں اور اک رنگ بھی ہے
سو ہار سنگار سجائے ہوئے ہاتھوں میں طِلائی ونگ بھی ہے
ہر پتھر میں ہے آگ ان کی ان سنگ دلوں کے سنگ بھی ہے
بیلے میں سو جھنگ اوجھڑ ہیں اک اور سیالوں کا جھنگ بھی ہے
جس آگ سے جل گیا دل اپنا، تیز آگ وہ اس کے انگ بھی ہے
بھڑکی آتش ان نظروں میں اس سینے میں تو ترنگ بھی ہے

پتھر سے بنا مُورت میری، نظروں سے جاں بخشائی گئی
جو وہ بولے وہ میں بولوں پربت میں صدا سی گھمائی گئی
میں حرف و حکایت کیا جانوں طوطے کی طرح ہوں پڑھائی گئی
میں کچھ بھی نہیں اور کیا جانوں کس کی خاطر میں بنائی گئی
ہاں خاک ہوا، اور پانی میں اک آگ سی ہے جو ملائی گئی
ڈھولن کے ہاتھ ہے ڈور مری، پُتلی کی طرح ہوں نچائی گئی

ک　کیا عجب مُورت خاک دی اے جے وَت آئینہ پاک جمال دا ای
بے عیب دِسے پُر عیب کنوں ایہہ بھی جلوہ قدُس کمال دا ای
گرد نہ لگے دامن پاک تائیں حسن اوس دی ٹُھم ٹُھم چال دا ای
ہووے ضد متے ضد کنوں شاہدٗ ایہو بیان اسس گالھ دا ای

ک　کپڑ بھنیاں رنگ رنگیلیاں نی سیّاں ہار سنگاریاں نی
بن تن روپ وکھاون سوہنا پھردیاں حسن خماریاں نی
ہک پیچ سجن دی مانن کارن کردیاں نت تیاریاں نی
علی حیدر میاں پھر کون پچھانے کیہڑیاں یار پیاریاں نی

ک　کیا غم خوف اسانوں جے شاہ محی الدین اساڈڑا اے
شاہ عبدالقادر جیلاں دا جے لطف امین اساڈڑا اے
کیہا ڈر گور اندھیری کنوں جے اوہ ماہ جبین اساڈڑا اے
علی حیدر کیا پرواہ کسے دی جے شاہ معین الدین اساڈڑا اے

کیا صورت عجب وہ خاک کی ہے یا آئینہ پاک جمال کا ہے
پُر عیب سے ہے، بے عیب لگے، یہ بھی جلوۂ قدس کمال کا ہے
ہاں گرد نہ پہنچے دامن تک یہ حسن اُس ٹھُم ٹھُم چال کا ہے
اُسے ضد نہ کہیں اضداد سے ہو شاذ یہ بیاں اُس حال کا ہے

اک رنگ رنگیلیاں سکھیاں ہیں، یہ سکھیاں ہار سنگاریاں ہیں
بن ٹھن کر روپ دکھاتی ہیں آنکھوں میں حسن خماریاں ہیں
اک سیج پہ یار سے ملنے کو کرتی پھرتی تیاریاں ہیں
پر حیدرؔ کون یہ پہچانے، کون ان میں سے یار پیاریاں ہیں

کیا غم خوف ہمیں ہو گر ہے شاہ محی الدین ہمارا
شاہ عبدالقادر جیلاں کا اس کا لطف امین ہمارا
کیا ڈر گور اندھیری کا گر وہ ہے ماہ جبین ہمارا
حیدرؔ کیا پرواہ کسی کی، گر ہو معین الدین ہمارا

ک کدی تے مینڈا بھی آہیوں ہُن کیوں پیاریا نسنا ایں
جے دِت حال پُچھیں مینڈا تاں نال مینڈے کیوں ہسنا ایں
نِت گلیاں نوں گل کھلویں نِت ویہڑے وِچ وسنا ایں
حیدرؔ آکھ وفا کر ڈھولن کیوں دل مینڈا کھسنا ایں

ک کرم تھیا، بسم اللہ جیو، آہو ایہناں اکھیاں تے
ایہہ سِک سکیندیاں روندیاں روندیاں راہ بھلیندیاں تھکیاں تے
ایہہ سوہنی صورت ویکھدیاں راہ ویہندیاں بکیاں بکیاں تے
حیدرؔ ہُن جے ملے پیارا اکھیاں تے دل بھکھیاں تے

ک کیہہ جاناں نیونہہ کویہا تھیندا کون بلا وے
پر خال دا دانہ زلف دی پھاہی لیا سی جیو پھاہ وے
اللہ اکبر تیغِ نگاہ دی کُٹھیا سُو مینوں چا وے
حیدرؔ یار کباب کیتا مینوں عشق دی آتش لا وے

ہاں تم تو کبھی تھے میرے رہی اب اور کسی کے رستے ہو
ہاں پوچھ کے میرا حال کبھی، کیوں مجھ پر پھر تم ہنستے ہو
نت گھرتے ہو تم گلیوں میں، نت آنگن میں آ بستے ہو
کیوں چھینے لیے جاتے ہو دل، کبھی آؤ وفا کے رستے ہو

یہ کرم ہوا جیو بسم اللہ اب آ بیٹھو ان آنکھوں پر
یہ رستہ تک تک تھک گئی ہیں روتی ہیں موتی، لعل وگہر
اس راہ پہ حیراں پھرتی تھیں وہ صورت دیکھ کے ہیں ششدر
حیدر اب پیارا مل جائے، دل وچشم کا حال ہوا ابتر

کیا جانوں آنکھوں کا لگنا خبر نہیں تھی کیا ہے بلا
خال کے دانے زلف کے پھندے کیسے جی کو پھانس لیا
اس کی تیغِ نگاہ سے مجھ کو مرنے کا تھا شوق سوا
یار نے مجھے کباب کیا ہے، حیدر عشق کی آگ جلا

گ گھول گھتی ایہناں سوہنیاں توں زلفاں جنہاں دیاں جھالیاں نیں
کرلاہویاں نی، رل اگانہہ توں راتیں لمیاں کالیاں کالیاں نیں
مینڈیاں کیوں تقصیراں سبنھالیاں نی، مینڈے متھے دے ول ڈیاں والیاں نیں
ہک وال بھی ڈنگا نہ تھیوے اساتھوں کیہیاں اساں اُتے ذوا لجلالیاں نیں
علی حیدر دے ہتھوں کھس نہیں اوہی زلفاں گھونگھر یالیاں نیں

میں قربان ان زُلفوں پر جو زلفیں جھالر والی ہیں
وہ زلفیں کنڈل کنڈل ہیں یا لمبی راتیں کالی ہیں
تحریر تھیں میرے ماتھے کی، تقصیریں تو نے سنبھالی ہیں
اک بال نہ بیکا ہو ہم سے، احسان یہ ذوالجلالی ہیں
علی حیدر سے مت چھین انہیں یہ زلفیں گھنگریالی ہیں

ل م ن

ل لکھ قلم گل پریم دی کافی جے اس دربار قبول پوے
وچ ایسے راہ دے سر دے بھرنے کر رفتار، قبول پوے
موُنہہ موڑ نہیں اس راہ کنوں سر تے جھَل تلوار، قبول پوے
وہی سرمہ چکّی پلک دی نوکوں رو پُکار، قبول پوے
گاِلھ نہ اکھر نہ معنی دا نہ گھنڈ آثار، قبول پوے
تینڈے ناں بناں کیا لائق میتھے اس دربار، قبول پوے
ایہہ حنڈڑی میری بے کار جیہی جے اس دربار، قبول پوے
سر صدقڑہ تے قربان دے حیدر گھتاں وار قبول پوے

ل لوک نصیحتاں دے تھکے سوہنے یار تھوں مُکھ نہ موڑ ساں میں
توڑے ماوڑے پیوڑے کڈھ چھوڑن جانی یار پچھے گھر چھوڑ ساں میں
میں تاں بیلے ویساں ماہی والے متیں دیندیاں نوں گھَبے بوڑ ساں میں
علی حیدر نے اکھیاں لایاں کیتے قول نوں مُول نہ توڑ ساں میں

لکھ اے قلم کوئی بات پریت کی اس دربار، قبول پڑے
اس رستے میں سر کے بل دکھلا رفتار، قبول پڑے
منہ مت موڑ اس راہ سے، سر پہ لے تلوار، قبول پڑے
بن سُرمہ، پلکوں کی نوک سے رو کے پکار، قبول پڑے
لفظ نہ بول نہ معنی کے گھونگھٹ تو اتار، قبول پڑے
ترے نام بناں کیا ہے جو اس دربار، قبول پڑے
اس دربار میں، میری یہ ہستی بے کار، قبول پڑے
حیدرؔ سر میں اس کے صدقے دوں گر وار، قبول پڑے

لوگ نصیحت کر کے تھکے میں یار سے منہ نہیں موڑوں گی
یار کی خاطر گھر کو چھوڑنا پڑ گیا تو گھر چھوڑوں گی
یار کے بیلے جانے نہ دیں جو ان کی گردن توڑوں گی
حیدرؔ عشق کیا ہے تو پھر قول نہ اپنا توڑوں گی

ل - لیا لبھ ڈھولن نوں جے غیر کنوں دل دور کیتا
نال مطہرے لا نفی دے بھن بُتاں نوں چُور کیتا
باہج خُدا اللہ نہ کوئی اوسے سبھ ظہور کیتا
دل میںڈے نوں روشن دے حیدر پاک رسول دے نور کیتا

ل لیا دِل میںڈا کھس نیناں دلبر ہس ہس ویکھدیاں
سحر کیتیونیں، ٹھگ لیتیونیں، اینویں رس رس ویکھدیاں
چوری کیتی لُٹ لیتونیں ہتھیں کھس کھس ویکھدیاں
ہتھیں پوندے تیر چلیندے حیدر کس کس ویکھدیاں

ل لعلاں دے رنگ سیالیں سبھ پر ہیرے نوں واگ نویکلا اے
سبھ سیالیں دی مہیں منگو پر ہیرے دا بھاگ نویکلا اے
سبھ سیالیں اُتن گاون پر ہیرے دا راگ نویکلا اے
حیدر کاہ تے بُوٹی لگیاں پر ہیرے دا باگ نویکلا اے

ڈھولن کو ڈھونڈ لیا میں نے جب غیر سے دل کو دور کیا
اور ضرب سے لا کی صنم توڑے اور بُتوں کو چکنا چوُر کیا
نہیں کوئی سوائے اللہ کے جس نے سب کچھ ہی ظہور کیا
حیدرؔ مرے دل کو روشن بھی اس پاک رسولؐ کے نور کیا

وہ نین دل کو لے گئے ہم دیکھتے رہے
ٹھگ تھے دغا جو دے گئے ہم دیکھتے رہے
چوروں کے ہاتھوں لٹ پٹے ہم دیکھتے رہے
لگتے تھے تیر پے بہ پے ہم دیکھتے رہے

رنگ لعل ہیں سبھی سیائیوں کے، پر ہیرؔ کا پھاگ انوکھا ہے
سب سیالنوں کا ہے مال بہت، پر ہیرؔ کا بھاگ انوکھا ہے
اُن میں سیالنیں گاتی ہیں ، پر ہیرؔ کا راگ انوکھا ہے
ہے جھاڑ بہت جھنکار بہت ، پر ہیرؔ کا باگ انوکھا ہے

م میںڈا دین یقین بھی توں ہیں دین دی رکھ امان بھی توں
میںڈی واہر بھی توں ہیں سُکھ بھی توں ہیں مان بھی توں ہیں تران بھی توں
میںڈا سکا سوہرا خویش بھی توں ہیں مال بھی توں ہیں جان بھی توں
میںڈا لشکر، فوجاں، غٹ کٹک دے نیزہ بھی توں ہیں نشان بھی توں
اوہ گھن گھن گھن گھن دھانواں نوبت بھی توں ہیں شان بھی توں
میںڈا خنجر توں تلوار بھی توں ہیں نیزہ بھی توں ہیں بان بھی توں
میںڈا صاحب توں ہیں سردار بھی توں ہیں راجہ بھی توں سلطان بھی توں
توں ہیں ناز نگاہ توں سرمہ بھی توں چشم سیاہ مستان بھی توں
میںڈے دل دا دلبر یار بھی توں ہیں دین بھی توں ایمان بھی توں
علی حیدر ساز وجاون والا تار بھی توں ہیں تے تان بھی توں

م مذہب کیہہ پچھنا ایں قاضیا دے میںڈا راکھناں رکن ایمان دا اے
عشق امام تے نماز محبت تے مرلی حرف قرآن دا اے

مرا دین بھی تو ہے یقین بھی تو اور اس کی پناہ امان بھی تو
مری داہر بھی تو ہے سکھ بھی تو اور مان بھی تو ہے تران بھی تو
مرا سکا سو ہرا خویش بھی تو مرا مال بھی تو میری جان بھی تو
مرا لشکر، فوجیں غٹ گنگ کے نیزے تو ہے نشان بھی تو
وہی گھن گھن گھن گھن بجتی نوبت تو اور اس کی شان بھی تو
مرا خنجر تو، تلوار بھی تو، تو نیزہ بھی ہے بان بھی تو
مرا صاحب تو، سردار بھی تو، مرا راجہ تو سلطان بھی تو
تو ہی ناز نگاہ اور سرمہ تو اور چشم سیاہ مستان بھی تو
مرے دل کا دلبر یار بھی تو ہے، دین بھی تو ایمان بھی تو
علی حیدر مرا ساز بھی تو ہے تار بھی تو اور تان بھی تو

مذہب کی کیا پوچھو ہو قاضی رانجھا رکن ایمان کا ہے
عشق امام، نماز محبت، مرلی حرف قرآن کا ہے

سبھ وقت رکوع سجود وچ رہندے سجدہ تے رب رحمان دا اے
علی حیدر ہیر رنجھیٹے دی آہی اینویں کوڑا وہم جہان دا اے

م مارو ے ڈھولی ڈھول ویکھاں کوئی عشق دا تکھڑا تال وے
میں تاں سوہنیاں کھیڈاں کھیڈیاں نی ہُن وت کھیڈاں عشق دھمال وے
کر ہُو ہُو نعرہ میں چاہنگ مریساں وے رہیساں وے حال وے
میں یار دے ویہڑے جھات پویساں ٹپ ٹپ اچی چھال وے
پر جھُمر ماریں، پوپٹ کھیڈاں جے آوے میںنڈڑا لال وے
ہے ہے مَیں وت ڈنگیاں ناگ ایانے حال وے لوکو حال وے
میں تاڑیاں ماراں ہیپٹ کھیڈاں ہوواں بہت نہال وے
میں دَل وَل آواں کلاٹے کردی توں آنگ سینے نال وے
ویکھو چھَن چھَن چوڑا تے چھَن چھَن نیور تال تین تال وے
میں جھومنی آکھاں دوہڑے آکھاں حیدر دا اے خیال وے

سارے زمانے رکوع و سجود میں، سجدہ رب رحمان کا ہے
علی حیدر رہبر رنجھیٹے کی تھی جھوٹا وہم جہان کا ہے

ڈھول بجا میں دیکھوں کوئی عشق کی تکھڑی تال
کیسے کیسے کھیلے کھیل اب کھیلوں عشق دھمال
ہُو ہُو کا نعرہ ماروں اور ناچوں، رقص کے حال
یار کے آنگن میں جھانکوں گی مار کے اونچی چھال
جھومر ماروں، پورپٹ کھیلوں آئے جو میرا لال
ہائے ہائے ڈس گیا ناگ وے لوگو حال وے حال وے حال
تالی ماروں، بیٹوں کھیلوں ہو ہو کے میں نہال
میں آؤں باہیں پھیلائے آ لگ سینے نال
چھن چھن چھوڑا، چھن چھن نیور، تال ہیں تینوں تال
جھومتی کہوں کہ دوہڑے بولوں حیدر والے خیال

م محمد صلی علی دا ہر دم مینوں آسرا اے
اوسے دی امیداساہاں عملاں دا نہ بھرواسڑا اے
اوسے دے دربار دے سائل ہتھ اساڈڑے کاسڑا اے
سب جگ دیوے جھڑکاں حیدرؔ اوسے دا ہک دلاسڑا اے

م محمد مست کیتا مینوں میم شراب دا مٹ تھیا
شیشہ تے جام صراحی توں دل تائب سٹ پلٹ تھیا
کل شیشے تے جام پیے رودن مے خانہ الٹ پلٹ تھیا
علی حیدرؔ اوس شراب کنوں نشہ ایس شراب دا گھٹ تھیا

م مثال محمد اگے ہین باہاں بنھ کھلوتی رہاں
یارب سلک محمدؐ دے وچ لعلاں دے وانگ پردتی رہاں
سے سنگار تے سوہے بانے اس دربار جو بوتی رہاں
اس دربار کنوں کیوں حیدرؔ باجھ جواہر موتی رہاں

م محمد صلِ علیٰ کا ہر دم ہم کو آسرا ہے
اس سے ہے امید ہمیں، عملوں پر نہیں بھرواسہ ہے
اس کے ہیں دربار کے سائل ہاتھ ہیں اپنے کاسہ ہے
ساری دنیا دشمن حیدر اس کا ایک دلاسہ ہے

م محمد مست کرے مجھے میم شراب کا مٹ ہوا
شیشہ، جام، صراحی سے دِل تائب کیسے پلٹ ہوا
روئیں شیشے، جام، صراحی مے خانہ الٹ پلٹ ہوا
اُس مے کا نشہ حیدر، اِس مے سے کتنا گھٹ ہوا

م مثال محمد کے مکھ باندھے ہاتھ کھڑوتی رہوں
یارب، سلک محمدؐ میں لعلوں کی طرح پروتی رہوں
سو سنگار رہیں سُوہے بانے، اس دربار جو بوتی رہوں
اس دریا سے حیدر کیونکر بناں جواہر موتی رہوں

م - محمّد کُن بنایا کُن بنائی وحی او یار
اربع عناصر بُت بنا کے وچ اوہدے وڑ بہیں او یار
میں ہاں لوہا توں ہیں پارس نال اساڈے کھہیں او یار
علی حیدر ایہہ گنج وحدت والے بس بھی ہوندے نہیں او یار

م - مرزا مست وصال دا اے جاں صدقہ تھیون صاحباں توں
رونا صاحباں حال وے حال اساں گھول گھتیون صاحباں توں
اساں آہی سِک چِرہ دکنی تیغاں نال کپیون صاحباں توں
مرزے بھائیں لانواں حیدر وار سٹیون صاحباں توں

م میں کون جیہی لیئیں ناؤں کیندا میں عاشق ہاں خوبصورتاں دی
میں کون کمینڑی کعبے وے لائق جا پوجا کریساں مورتاں دی
الف بے تے اُن بن آوے ناہیں اُتے قاری سدینی آں سورتاں دی
ویساں اُجو بیلی دے بیلے حیدر ہُن کیہی بجھ مہورتاں دی

م محمد کُن نے بنایا کُن نے بنائی دھی اویار
اربع عناصر بُت بنا کر اس اندر جا بہیں اویار
میں لوہا تو پارس ہے کبھی میرے ساتھ تو لگیں اویار
حیدر گنج یہ وحدت والے بس ہوتے ہی نہیں اویار

مرزا مست وصال سے تھا کی جان صدقڑے صاحباں پر
دریا دریا صاحباں روئے ، ہم گئے ہیں وارے صاحباں پر
حسرت روزِ ازل سے تھی جائیں تیغ سے مارے صاحباں پر
حیدر یہ کام تھا مرزے کا جی جان کو وارے صاحباں پر

میں کون جٹی ، کیا نام میں لوں میں تو عاشق ہوں خوبصورتوں کی
میں کون کمینی لائق کعبہ کے میں تو پوجا کروں گی مورتوں کی
الف بے تے اُن بن جانوں نہیں پر قاری کہیں مجھے سورتوں کی
حیدر آج ہی جاؤں گی بیلے کو کیا پوچھتی پھروں مہورتوں کی

ن نہ شیخ مشائخ قاضی نہ ملاں بھی تینڈی وے سائیں منگتی آں
پیریں پا وے نیور گھونگھرو چھن چھن چھن چھنکائیں منگتی آں
تانا رے رے کریں الاپاں میں سُراں سنائیں منگتی آں
تال تے تال تے تھیا میں گھریں تبائیں منگتی آں
سائیں وڈا توڑے بخش کریسیں توڑے بھری گناہیں منگتی آں

ن نگاہ عنایت کرنی ہک وار مینوں مُڑ بھانا ای
ہک سکیندی تے مہر کریں ہک واری مُکھ وکھانا ای
مینڈے کیتے دل نہ ویکھیں، توں اپنا فضل سنبھالنا ای
حیدر دیاں تقصیراں دا نامہ نال عنایت ٹالنا ای

قاضی کی نہیں، ملّا کی نہیں تیرِی بندی کہلاؤں میں منگتی ہوں
پیروں میں نیور ڈال کے میں گھونگھرو چھنکاؤں میں منگتی ہوں
تانا رے رے میں الاپوں سُریں نئی سناؤں میں منگتی ہوں
تال اور تال اور تھیا تھیا کیا کیا بھاؤ بتاؤں میں منگتی ہوں
پاپن ہوں پھر بھی ترے میں فیض سے بخشی جاؤں میں منگتی ہوں

اک بار نگاہِ عنایت کر اک بار مجھے پھر بھالنا ہے
اس درس پیاسی پہ مہر کر داک بار وہ مُکھ دکھلانا ہے
میرے عملوں پر تو مت جانا مجھے فضل سے اپنے سنبھالنا ہے
تجھے اپنی عنایت سے میری تقصیر کا نامہ ٹالنا ہے

و

دیکھے آپ نوں وکھائے آپے اساں دا اینویں بہانڑا اے
اتے اپنی صورت مائل جانی آرسی کنوں بیگانڑا اے
وچ لیلیٰ دے کرے تماشہ اپنا آپ ای قیس دیوانڑا اے
خم آپ شراب تے آپ ای پیوے آپے ای مے خانڑا اے
شمع نوں اپنے عشق دی بھاتے جلدا اینویں پروانڑا اے
حیدر آپے لکھے تے آپے واچے آپے قاصد تے پروانڑا اے

و

وکیل اکھیں مینڈیاں، تینڈیاں نیناں دے نال چھڑیندیاں نی
ایہناں واہناں شوخ الاؤنا اے ایہہ رو رو عرض دھریندیاں نی
تیز سوال جواب ایہناں دے ایہہ رو رو رت بجھیندیاں نی
گجھڑا ہاسا ویکھ نیناں نوں دل دا جوڑ کریندیاں نی
حیدر شاباشی اکھیاں نوں ایہہ ویکھ کے تاب جھلیندیاں نی

خود دیکھے، خود کو دکھائے وہ، یہ دنیا ایک بہانہ ہے
اسے اپنے روپ پیارے ہیں وہ آرسی سے بیگانہ ہے
لیلیٰ میں تماشہ اُس کا ہے اور خود مجنوں دیوانہ ہے
ساغر بھی وہی اور مے بھی وہی وہ آپ بنا مے خانہ ہے
خود شمع ہے خود ہی عشق بنا کیا چیز وہاں پروانہ ہے
حیدرؔ وہ لکھے اور خود ہی پڑھے خود قاصد خود پروانہ ہے

یہ آنکھیں مری وکیل بنیں ترے نینوں کے منہ آتی ہیں
ترے نین کے شوخ بیان بہت یہ رو رو عرض سناتی ہیں
ترے تیز سوال جواب سبھی یہ رو رو خوں ٹپکاتی ہیں
ترے نینوں کی مسکان ہو جب یہ دل کا بیاں دلواتی ہیں
حیدر شاباش ان آنکھوں کو جو تاب تری لے آتی ہیں

و وچ لوح قلم سرگردان ویکھاں ، ویکھاں مطلب کیا تحریر دا ہے
لکھ لکھ صورتاں دل دل والی مشق کرے تصویر دا ہے
یعنی کر ہور سنگار سبھ سیالیں دیکھاں مثل اس ہیر دا ہے
حیدرؔ ہویا روشن جو کجھ مطلب اس دی تدبیر دا ہے

و دیکھاں کیا کرے شاہ جے آکھیں کٹھی یار دی تینڈی شائق آں میں
اوہ شاہنشاہ صلاح سُنے ہت اکھیاں تینڈیاں دی عاشق آں میں
اتے آکھے نہیں کجھ توڑے نہ اُس دے کیتیاں بھی نہ لائق آں میں
پروردگار دے کرم دے لائق آں حیدر جے نالائق تے فاسق آں میں

و ۔ وڈیائی اسانوں ہووے جے انگن پھیرا پائیں میاں
موہنہ مہتاب سہارا مینوں جے ہک وار دکھائیں میاں
اپنا قول سبنھال پیارے توں سائیں دے نام بچائیں میاں
حیدرؔ یار پیارے تائیں مینوں آن ملائیں میاں

میں لوح و قلم بھی سرگرداں کیا مطلب اس تحریر کا ہے
لاکھوں ہی بنا ڈالیں اس نے پر شائق کس تصویر کا ہے
سنگھار سیالیں سب نے کیا پر کس میں حسن اس بیتر کا ہے
حیدر ہوا آخر کو روشن جو مطلب اس تدبیر کا ہے

دیکھوں وہ کرے کیا جب میں کہوں میں گھائل تری شائق ہوں
وہ شاہ سُنے میں اس سے کہوں تری آنکھوں کی میں عاشق ہوں
سب سُن لے یہ اور کچھ نہ کہے، میں اس کے بھی کب لائق ہوں
ہوں پھر بھی کرم کے لائق میں، نالائق ہوں اور فاسق ہوں

یہ میری عزت عظمت ہے گر آنگن پھیرا پاؤ میاں
مہتاب سا رخ ہو سہارا مرا اک بار اگر دکھلاؤ میاں
کر دو پورے قول قرار سبھی مجھے نام سائیں کے بچاؤ میاں
حیدر اس یار پیارے کو کبھی مجھ سے آن ملاؤ میاں

٥ ۔ ہن چھوڑ بھیناں کھیڈ، رات گئی گھنیں ویلڑا خواب خیال دا ای
بھیناں لٹکی رات تے ٹٹکن تارے بھی لٹکن یار سنبھال دا ای
چھوٹے گھاہ گھتن گلوکڑی پا پلکاں بھی شوخ اس لال دا ای
چھوڑ چھوڑ بھیناں متے رُس ونجے خوف اوس انوکھڑے بال دا ای
آکھے متاں اوہ تینوں کھیڈ پیاری شوق نہ ہینڈے وصال دا ای
متاں گاہلیاں دیوے نال مارے صاحب عزت بہت کمال دا ای
جے وَت رانجھن اویں بھاوے عذر کیا ہیر سیال دا ای
کیا ڈر وچ انھیرے کوٹھے جے اوہ مُکھ دیوا بالدا ای
پر حیدر انشاءاللہ اوتھے خواب عروس مثال دا ای

٥ ، حوا رڑے اللہ دے اساں دھم دی نوں کوچ دم دی اے
ہینڈے نک دا موتی ٹھنڈا لگے شوخی دیوے دی کنبدی دھم دی اے
اک دم تک، اساں تھیں دے دم آتا دل کیہی کم دی اے
کرہاں دے رنگ سیندے ناہیں حیدر غافل سمدی اے۔

اب چھوڑ بہنا، رات بیت چلی، اب ویلا خواب خیال کا ہے
بہنا رات ڈھلی، تارے ڈھلک گئے، وقت ڈلکن پار سنبھال کا ہے
ملیں گلے اور گھائل کریں نیناں، شوخ دیکھنا، دیکھ اس لال کا ہے
چھوڑ چھوڑ بہنا، روٹھ جائے نہ وہ، مجھے خوف انوکھے بال کا ہے
طنز کرے نہ وہ، ہے کھیل پیارا، شوق ذرا نہ اس کے وصال کا ہے
کہیں دے نہ گالی کہیں مار نہ دے صاحب عزت وہ تو کمال کا ہے
یہی طور عزیز ہیں رانجھنے کو پھر عذر نہ ہیر سیال کا ہے
آئے رات اندھیری کوٹھڑی میں اس مُکھ کا دیا مشال کا ہے
پر حیدر انشاءاللہ وہاں یہی خواب عروس مثال کا ہے

اللہ حوالے اب تو گجر دم کوچ کی نوبت بجتی ہے
مدھم ہوئی چراغ کی لو، نتھ ناک کی ٹھنڈی لگتی ہے
اک پل نظر کرم ہم پر، پھر سانس کی ڈوری کٹتی ہے
حیدر غافل سوئی رہے کب کوچ نقارے سنتی ہے

ہ - ہے ہے ماری آں ناز سجن دے بھناں پر ہتھ کجھ مُول نہ آوندا ای
کیہیاں سوہنیاں خوبصورتاں مورتاں خاک تھوں چا بناوندا ای
کر کے روشن سورج چن تھوں ایہہ مُڑ خاک دے نال ملاوندا ای
ایس سُورج نوں بھی انبر چاڑھ کے حیدر تلے نوں چا دباوندا ای

ہ ہُو اللہ تاں اوہی اے جوہر کوئی ذکر کریندا میاں
ویکھ ویکھاں دم دم دے وچ ہُو ہُو تے پیا سنیندا میاں
ارض فلک تے چن سُورج وچ ہُو ہُو دا نقش دسیندا میاں
حیدر اسم جو اعظم آہی سو ایہا ہُو الکھیندا میاں

ہ - ہوش نہ چھڈے عشق ترے اتے اس وچ بہت دلگیریاں نیں
جنھاں عشق دی چوڑی رنگ لئی اوہناں چٹیاں چادراں چیریاں نیں
بادشاہاں دے پُتر کنگال کیتے جنھاں ملیاں چا فقیریاں نیں
علی حیدر دے جتھے عشق رہندا اوتھے رہندیاں نہیں امیریاں نیں

ہے ہے ماری ناز سجن کی، ہاتھ تو کچھ نہیں آتا ہے
کیسے کیسے حسن مجسّم مٹی سے وہ بناتا ہے
سورج چاند سے روشن کرکے پھر مٹی میں ملاتا ہے
سورج کو آکاش میں لا پاتال میں پھر لے جاتا ہے

اللہ ہُو، ہے وہی کہ جس کا ہر کوئی ذکر ہے کرتا میاں
ہر ہر سانس تو ہُو ہُو کے نعروں سے ہر دم بھرتا میاں
ارض و فلک میں سُورج چاند میں ہُو کا نقش ابھرتا میاں
جو تھا اسمِ اعظم حیدر ہُو سے تھا وہ سنورتا میاں

ہوش نہ چھوڑے عشق ترے اور اس میں بہت دلگیریاں ہیں
عشق کی چولی جس نے رنگی، اس چھٹیاں چادراں چیریاں ہیں
شہزادے کنگال ہوئے جنی جس جس نے بھی فقیریاں ہیں
علی حیدر جہاں عشق رہے وہاں دور نہ پاس امیریاں ہیں

ہ - ہک تل لعل لباں دا مِٹھا نوں لکھ شکر گنج دا ای
گانبھی شکر، گلھ بھی شکر تل وکھ شکر گنج دا ای
پاک پٹن دا گڑ کیہا مِٹھا برحق شکر گنج دا ای
او تھے بوٹا کانا کماد وں مِٹھا ہر ککھ شکر گنج دا ای
او سے بابے فریدؔ داناواں کیا مِٹھا لکھ شکر گنج دا ای
کدی آکھ وے مِٹھا دلبر حیدر دے چکھ شکر گنج دا ای

ہ - ہیرے ہیرے مینوں آکھدا اے مینوں نال دلاسے دے ماردا اے
ہیرے، ہیر گھوڑے وانگوں نال گھمانی اُڈاردا اے
کوکوک مینڈی نہ بھاوندی اے مینوں ایہہ دلاسڑا یاردا اے
وچ سیالیں رانجھن دے حیدر سرو جویں گلزاردا اے

ہ ہے ہے گھونگھٹ کڈھ نہ ماروے ظالم میں تردار سُن جانیا
جے توں موہنہ پلوتا ہیں موہنہ پلو میں رو واں، پکار سُن جانیا

اک تِل لعل لبوں کا میٹھا تو لکھ گنج شکر کا ہے
بات شکر، رخسار شکر، اور تِل وکھ گنج شکر کا ہے
پاک پٹن کا گڑ کیا میٹھا بر حق گنج شکر کا ہے
گنّے سے میٹھا، ہر بوٹا، ہر لکھ گنج شکر کا ہے
بابا فرید کا نام ہے میٹھا اور لکھ گنج شکر کا ہے
کہہ دلبر کبھی حیدر سے اب لے چکھ گنج شکر کا ہے

مجھ کو ہیرے ہیرے کہہ کے دے دلاسہ مار گیا
گو پیا میں رکھ پتھر صورت ہیر کو وہ تو اڈار گیا
کوک نہ تو مجھے کوک نہ بھلائے دے یہ دلاسہ یار گیا
رانجھایوں ہے سیالوں میں جیراں سرو سر گلزار گیا

ہے ہے گھونگھٹ ڈال کے ظالم مت مار مجھے تلوار سُن جانیا
تم جو گھونگھٹ منہ پر ڈالو، پلو میں کروں پکار سُن جانیا

ایہناں رنگ برنگیاں بھتاں کنوں تیغ جوہر دار سن جانیا
میاں عشق تے مشک نہ گُجھا رہندا میں گلزار سن جانیا
گل چمبڑی پئی آں جے مُنکر ہوسیں تاں گفتار سُن جانیا
اس ہتھ ہتھیلیاں چُوڑے والیاں میں چھنکار سن جانیا
لٹ وے ظالم جو من بھاوے ول ول مار سن جانیا
حیدر اکھیں وت کردار توں ویکھاں میں بھی وار سن جانیا

۵ - ہے ہے راتیں ادھی گھنڈ بھوچھن دا بینڈے یار کیتا دیدار کنوں
پر پوے اوہ جھانولا بھوچن دے وچوں زلف اتے رخسار کنوں
کیا چھَن چھَن دینہہ تے تارے بنے اس بھوچھن دی ہر تار کنوں
کیا چھَن چھَن بنیا روشن دینہہ اس چمکن تے چمکار کنوں
کیہی چھَن چھَن رات ہنیری بنی اوہناں زلفاں دی کالی اَنھار کنوں
اتے ول ول پوندیاں دینہہ تے راتیں اپنی اصلی کار کنوں

ان رنگ برنگ رازوں سے ہے یہ تیغ جوہر دار سن جانیا
عشق اور مشک چھپا نہیں رہتا میاں میرے گلزار سن جانیا
گلے میں باہنیں ڈال کھڑی منکر نہ ہو سن گفتار سن جانیا
مری باہنوں میں ہیں چوڑیاں ان کی سنو جھنکار سن جانیا
لوٹ اے ظالم جو من بھائے، پھر پھر مجھ کو مار سن جانیا
حیدر دیکھ ان آنکھوں کو میں ان کو دوں گی وار سن جانیا

آدھی رات نکال کے گھونگھٹ، چھپ جائے دلدار
لیکن اس گھونگھٹ سے جھانکے زلف اس کی، رخسار
سورج، چاند اور تارے چھڑکے گھونگھٹ کا ہر تار
روشن دن گھونگھٹ سے جھانکے چمک چمک چمکار
کیسی کالی رات ہٹائے زلفوں کا اندھار
آگے رات ہے پیچھے دن ہے، یہ ہے اصلی کار

جویں جویں وَل وَل گُل تے سنبل پوندا جے گھُلے واؤ بہار کنوں
شالا، جم جم کھِلن ٹھنڈری بوہڑی حیدرؔ علی کرار کنوں

ہ - ہیرے کون نمانڑی تیتھوں سبھ سیالیں گھولیاں نیں
کیا چوچکانیاں کیا پھڑانیاں کیا تھرانیاں گھولیاں نیں
جھنگ سیالاں دے غازیاں وانگ نڈھیاں وُڈھیاں رولیاں نیں
محرم رانجھا گوندیاں مٹھا پنجرے طوطیاں بولیاں نیں

ہ - ہور نیں جنھاں نال محبّت لا کے چھوڑ لاہور وگن
سونے زنگیاں بینسر کرِ کے ویکھ کے نک مروڑ وگن
بند نہیں مینوں سسّی وانگوں جو چھیجے ستیاں چھوڑ وگن
حیدرؔ نال ماہی دے پھرساں جھنگ وگن بھانویں شور وگن

چوم لے پھولوں کو سنبل جب چلے یہ بادِ بہار
جھومے بوٹا بوٹا سن کر نامِ علیؓ کرار

ہیر غریب کی بات ہی کیا قربان سیالاں ساری ہیں
چوچکانیاں کیا پھڑانیاں کیا تھرانیاں تجھ پر واری ہیں
جھنگ سیال کے غازیوں نے سب لڑکیاں رشوت تاری ہیں
سُن شیریں نغمے رانجھے کے پنجرے میں پنچھی جاری ہیں

اور وہ ہیں جو کر کے محبت چھوڑیں اور لاہور چلیں
دیکھ کے وہ سونے میں پیلی، پھر بھی ناک سکوڑ چلیں
بند نہیں ہستی کی صورت سیج پہ سوئی چھوڑ چلیں
حیدر ساتھ رہوں ماہی کے جھنگ چلیں یا شور چلیں

ی ۔ یار دی صورت مصحف مینوں ہُن میں حافظ ہو رہی
ایہہ سوہنی صورت آیت سورت دِسے مینوں امرنہی
اوہ گھُھڑا ہاسہ مِتھے تے ول سبھ کجھ ایہا امرنہی
حیدر شکر خُدا دا کیجے آیا مینوں حرفِ صحی

ی - یارب بخش گناہ اساڈڑے واسطہ اپنے یار دا ای
اوسے خاص بندے اپنے دا اوس عالم دے سردار دا ای
بھی واسطہ اس دی آل دا ای اتے وت اصحاب کبار دا ای
بوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ دا ای اتے حیدر علیؓ کرار دا ای

ی یا اللہ خیر کریں مینوں خاتمہ خیر دا دیونا ای
ایس مصلّے تے جُتے ریادے نوں نال شراب دے بھیونا ای
نال پیالڑے تاںڑ توڑے ہوش مینڈا ساقی ونجیونا ای
اپنی ذات دا عشق دیویں مینوں شوق نہ غیر دا میونا ای

یار کی صورت مصحف مجھ کو اب میں حافظ ہو رہی
یہ صورت مجھے سورت آیت، مجھے بتائے امر و نہی
ماتھے بل، ہونٹوں پہ ہنسی، مری خاطر ہے یہی امر نہی
حیدرؔ شکر خدا کا کیجئے سیکھا میں نے صرف صحی

یا رب بخش گناہ ہمارے واسطہ اپنے یار کا ہے
واسطہ خاص اس بندے کا اس عالم کے سردار کا ہے
واسطہ اس کی آل کا ہے اس کے اصحاب کبار کا ہے
بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ کا ہے اور حیدرؔ علیؓ کرار کا ہے

یا اللہ اب خیر کرو مرا خاتمہ خیر سے ہونے دو
کذب کا جبہ اور مصلّٰے مے سے مجھ کو دھونے دو
تا بڑ توڑ پیالے پی کر ہوش مجھے اب کھونے دو
غیر سما سکتا نہیں مجھ میں، عشق اپنے سے ہونے دو

MP-18-806

IFH JUNE 1980

KOOK

ALI HAIDER

Executive Director : Uxi Mufti

Editor : Mazhar-ul-Islam

Translation : Shafqat Tanveer Mirza

Calligraphy : Hashim-ul-Azami

Cover Design : Farooq Qaiser

Printed at Insha Press, Lahore.

IFH

KOOK
ALI HAIDER

Like all other eminent mystic poets of Pakistan very little is known about the life of great mystic poet Ali Haider although people visit his "mazar" in hundreds, pay homage and recite by heart his "dohreys" in "chopals" all over Pakistan and specially in Punjab. Ali Haider was contemporary of famous "sufi" poets like Bulleh Shah, Waris Shah and Mian Mohammad Baksh. Besides mysticism Ali Haider has depicted socio-economic hardships and political unrest prevalent in the country at that time. Ali Haider was born at village Qazian, District Faisalabad in 1690 A.D. in a "Jat" family.

His work alongwith Urdu verse translation is being published for the first time by the National Institute of Folk Heritage.